بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۶ — ۵ جون سنہ ۱۹۳۱ء — ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل — ۱۸ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۰ھ — جلد ۳۰

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مصنف
جامعیت اسلام اور اسکی تعلیم کے چار مراتب	۲۰۱ – ۲۱۲	مولانا عبد اللطیف صاحب مدرس عربی ہائی سکول خانپور
ہدایات دربارہ معاملات	۲۱۳ – ۲۲۳	اکمل
مجھے اپنا مذہب کیوں پیارا ہے	۲۲۳ – ۲۲۷	جناب ایم۔ اے ایاز نمائندہ جماعت احمدیہ راولپنڈی
مشرقی یورپ کی مسلم قومیں چینی ترکستان میں مسلمان اسلامی دنیا کے آثار عتیقہ اسلام سے پہلے عرب کا تمدن مسلمانوں کے قومی مطالبات کی تشریح	۲۲۷ – ۲۴۰	ماخوذ

چندہ سالانہ
اندرون ہند سے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے دو روپیہ آٹھ آنہ

چندہ سالانہ
بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

ریویو اُردو کی توسیع اشاعت

میں کئی مرتبہ اسی صفحے پر یہ بات واضح کر چکا ہوں۔ کہ ریویو اُردو کے خریدار اسقدر کم ہیں۔ اور جو ہیں ان کے نام اتنا بقایا ہے۔ کہ صرف اخراجات طبع بھی ادا کرنے مشکل ہو رہے ہیں۔ اور اسوقت ریویو اُردو کا فنڈ تیرہ چودہ سو روپے کا مقروض ہے۔ ان حالات میں رسالہ کا اجراء مشکل ہو رہا ہے۔ ناظرین رسالہ احباب جماعت احمدیہ کو پوری توجہ سے کام لیکر اس کی توسیع اشاعت کا فرض ادا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اس پاکیزہ خواہش کو پورا کر دکھانا چاہیئے۔ کہ

ریویو کے خریدار کم از کم دس ہزار ہوں

بہر ماہوار کوئی بڑی بات نہیں۔ اس کے معاوضہ میں آپ علمی مذہبی مضامین سے اپنے معلومات میں اضافہ اور قلب میں تسکین و اطمینان پیدا کر لینگے۔ بلکہ غیر مذاہب پر اتمام حجّت کر کے فریضۂ تبلیغ سے ایک حد تک سبکدوش ہو سکیں گے ؂

ان اصحاب کے نام شکریہ کے ساتھ درج رسالہ ہونگے جو اس بارے میں عقد ہمّت باندھ کر اُٹھیں۔ اور بقایا داروں کو بقایا ادا کرنے پر مجبور کریں۔ اور جو خریدار نہیں ان کو خریدار بنائیں ؂

(منیجر ریویو اُردو قادیان)

تبلیغی ٹریکٹ

چندہ کار آمد حوالے نمبر ۱ و ۲	۱ر
بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض	۰ر
اسلام کی اندرونی تصویر	۰ر
آریہ سماج اور گاندھی جی	۰ر
رسالہ تائید اسلام کے اعتراضات کا جواب	۱۰ر
کفارہ	۱ر
بطلان مسئلہ قدامت روح و مادہ	۱ر
اسلامی قادر مطلق خدا اور آرین سرو شکتیمان	۴ر
مسیح موعودؑ و امت محمدیہ	۱ر
شیعہ سوراج اور اس کے واقعات	۱ر
ذبیحہ گائے	۱ر
ابطال الباطل (رد شیعہ)	۲ر
آسمانی گو[illegible]	۱ر

تبلیغی رسالے

براہین العقائد	۸ر
معارف القرآن	۸ر
تصوّف	۶ر
مقصد مذہب	۳ر
مباحثہ سرگودہ	۶ر
الاستخلاف	۴ر
مباحثہ ختم نبوّت	۶ر
مجمع البحرین	۳ر
کمالات احمدیّہ	۶ر
التشریح الصحیح	۶ر

دفتر ریویو اردو قادیان سے منگوایئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جامعیت اسلام اور اس کی تعلیم کے چار مراتب

(از مولانا عبداللطیف صاحب مدرس عربی ہائی سکول خیرپور ریاست بہاولپور)

اسلام چونکہ عالمگیر۔ جامع اور مکمّل مذہب ہے۔ اس لئے جس طرح اس نے شریعت کے تمام پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ اس کی نظیر کسی دوسری شریعت میں نہیں مل سکتی۔ شریعت موسوی گو یہود اسرائیلی قوم کی جامع شریعت ہے۔ ...... مگر اُس میں احکام نماز منضبط نہیں ہوئے تھے۔ تورات طریق نماز سے بالکل ساکت ہے صرف علمائے دین کو وہ بکی دیتی اور پلوٹھے لڑکے کو ہیکل مقدس میں لا کر نذر دیتی۔ وقت خاص میں دعا پڑھی جاتی اور لڑکے کا باپ تمام احکام شرعی کو بجا لا کر یہوواہ سے دُعا مانگتا تھا۔ کہ اس اسرائیلی لڑکے کو برکت دے جیسے تُو نے اسکے آباء و اجداد پر برکت نازل کی تھی۔ لیکن جب یہود اور ان کے علماء کا اعتقاد باری تعالےٰ کی نسبت زیادہ معقول اور اور پاکیزہ ہو گیا اور خداوند عالم کے متشکل بشکل انسان ہونے کا فاسد عقیدہ دفع ہونے لگا۔ تب نماز یا دُعا کی حقیقت ان کی سمجھ میں آنے لگی کہ نماز انسان کے لئے بارگاہ الٰہی سے تقرب کا وسیلہ ہے۔ مگر چونکہ شریعت موسوی میں کوئی خاص قاعدہ نماز کا مقرر نہ تھا۔ لہذا روایت اور رواج پر مدار رہا اور بقول ڈالنجر صاحب کے یہود بھی ایک نماز گذار قوم ہو گئے۔ اور ہر روز تین گھنٹے عبادت خدا کے لئے مقرر کئے گئے۔ یعنی نو بجے اور بارہ بجے اور تین بجے۔ مگر چونکہ نماز میں مجتہدین کی ضرورت تھی۔ اور اس کا علم قطعی نہ تھا۔ کہ خود حضرت موسیٰؑ کیونکر نماز پڑھتے تھے۔ لہذا اکثر اوقات یہود کی نماز صرف ایک مصنوعی فعل ہوتا تھا۔ حضرت مسیحؑ نے جو آخری رسول یہود کے تھے اور انکے حواریین نے بھی عبادت کی تاکید کی۔ مگر افسوس اس میں بھی یہ نقص رہ گیا کہ کوئی محدود و معین قاعدہ نماز کا انہوں نے ترتیب نہ دیا۔ اس لئے چند عرصے کے بعد عبادت خدا کا معاملہ عوام الناس کی رائے پر موقوف ہو گیا۔ اور پادریوں ہی کے اختیار میں رہا جنہوں نے نماز کی تعداد اور مُدّت اور الفاظ وغیرہ مقرر کرنا اپنے ہی فرقے میں منحصر کر دیا۔ اسی وجہ سے دُعاؤں کی کثرت ہوئی

ہ یہ مفصل عبارت تنقید الکلام ترجمہ لائف آف محمد مصنفہ سید امیر علی کی ہے ۱۲ مؤلف

تصنیف ہوئیں۔ اور قسیسین کی کمیٹیاں اور مجلسیں منعقد ہوئیں۔ تاکہ اصول دین اور ارکان ایمان مقرر کریں اور اسی وجہ سے راہبوں نے عجیب پُر تکلف طریقہ عبادت کا نکالا۔ اور گرجوں میں ہفتہ وار نماز قرار دی گئی یعنی چھ روز کی غذائے روحانی نہ ملنے کی مکافات صرف ایک روز کی نماز سے کی گئی۔ الغرض یہ سب خرابیاں منتہی درجے کو پہنچ گئی تھیں۔ کہ ساتویں صدی عیسوی میں رسول عربی (فداہ ابی و امی) مبعوث ہوئے اور آپ نے اپنے قول و فعل سے صورت و ترکیب نماز اور اس کے تعین اوقات سے ایک ایسا مضبوط قاعدہ نماز گذاری کا معین کر دیا۔ جس سے اہل اسلام ان خرابیوں سے بکلی محفوظ ہو گئے جو اس لڑائی جھگڑے سے پیدا ہوتی تھیں جو عیسائیوں میں نماز کی ترکیب پر ہمیشہ پیدا ہوا کرتے تھے۔"

یہ امتیازی وصف آپ کی اس دُعائے ابراہیمی کا نتیجہ ہے۔ جو حضرت ابو الملۃ کے دل سے دین حنیف کے قیام مرکزی کی بنیاد ڈالتے وقت یوں نکلی تھی۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم (البقرہ: ۱۲۹) ترجمہ اے ہمارے رب اس قوم میں انہی میں سے ایک ایسا رسول اُٹھا جو انکو تیری آیات پڑھکر سُنائے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور ان کو پاک کرے۔ بیشک تُو غالب اور حکمت والا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتراف فرماتے ہیں۔ میں ابراہیمی دعا کا مصداق ہوں انا دعوۃ ابراھیم۔ اس لئے دین حنیف کے نظام اعلیٰ کی تکمیل بھی آپ کے ہاتھوں ہوئی اور اس کا طغرائے امتیاز آپ کے ساتھ ہی مخصوص ہوا۔ چنانچہ ان چار طریق تعلیم دین کا نظام جس کا تذکرہ دعا میں تھا آپ کے وقت میں مرتب ہو کر نفاذ پایا۔

(پہلا طریقہ) تلاوت آیات

عہد نبوی سے قبل انبیائے سابقین کے زمانہ میں تلاوت آیات کے لئے کوئی خاص حکم اور مرتب نظام ایسا نہیں تھا جس سے صحف اولی قلوب انسانی کے لوح محفوظ میں منقوش ہو کر ابدی شریعت اور دائمی بقاء کا ثبوت دیتے۔ چونکہ ان صحف کی تعلیم نے آئندہ محو و منسوخ ہونا تھا۔ اس لئے حکمت الٰہی نے ان صحف کی حفاظت کی طرف بھی توجہ نہ فرمائی۔ یہ شرف صرف ایک ہی کتاب کتاب مبین قرآن حکیم کے لئے مقدر تھا اس لئے ربوبیت الٰہیہ نے پہلے تو اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اور پھر اسکے حفظ و بقاء کے چند اصول قلب نبوی پر القاء فرمائے گئے جن کی تعمیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ذیل طریقوں سے کی:۔

(الف) جو کچھ آپ پر وحی اُترتی بالفاظ تمام وکمال آپ اپنی اُمّت کو پڑھ کر سُنا دیتے۔

(ب) کاغذوں یا دوسری اشیاء پر اسے لکھوا دیتے۔ (ج) خود بھی حفظ کرتے اور دوسروں کو بھی حفظ کرنے کا حکم فرماتے

(د) نماز کے اندر تلاوت قرآن لازمی قرار دی گئی۔ (ھ) خطبات و مواعظ میں بھی تلاوت آیات کی جاتی۔ (و)

دُعاؤں میں ادعیہ ماثورہ قرآنیہ اختیار کی جاتیں۔

یہ تمام اہتمام اسی لئے تھا کہ تا یہ کتاب ہر ایک قسم کے تغیّر و تبدّل سے محفوظ ہو کر آیندہ نسل انسانی کے سامنے بھی ہمیشہ تازہ اور اصلی صورت میں موجود رہے۔ اسی مقصد کی خاطر تلاوت آیات کو سب سے اوّل رسول کا فرض منصبی قرار دیا گیا۔ اور پھر ہر ایک مؤمن کو اس حکم کا مکلف بنایا گیا۔ تلاوت آیات کے متعلق قرآن حکیم میں اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔ اور اختصار کی خاطر آیات کی بجائے اُن کے نمبر تحریر کئے جاتے ہیں:۔

(۱) تلاوت آیات رسول کا فرض منصبی ہے۔ (القصص: ۴۵۔ الکہف: ۲۷۔ البینۃ: الرعد ۳۰۔ النحل ۹۲)

(۲) تلاوت آیات فتنۂ ارتداد اور مکائد کفار کے بچاؤ کے لئے ایک محفوظ قلعہ ہے۔ (آل عمران: ۱۰۰)

(۳) تلاوت آیات کے ذریعہ کفار پر اتمام حجّت کی جاتی ہے (القصص: ۵۹۔ الزمر: ۷۱۔ المؤمنون: ۶۶ یا ۷۴

(۴) تلاوت آیات سے ایمان میں تازگی اور شگفتگی پیدا ہو کر اس میں نشوو ارتقاء ہوتا ہے (الانفال: ۲۔ القصص ۵۲ و ۵۳

(۵) تلاوت آیات سے اہل علم کے ذوق علمی میں بھی ارتقاء ہوتا ہے اور تلاوت اپنی قوّت و تاثیر سے ان میں خشوع و خضوع کی حالت پیدا کر دیتی ہے۔ (بنی اسرائیل: ۱۰۷ تا ۱۰۹۔ الزمر: ۲۳)

(۶) تلاوت قرآن اہل کتاب کی پیشگوئیوں کو پورا کرتی ہے۔ (العنکبوت: ۵۱)

(۷) چونکہ اہل کتاب کی مذہبی پیشگوئیاں اسی کتاب (قرآن حکیم) کے ذریعہ پوری ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ بھی اس کتاب کی غور سے تلاوت کرتے ہیں اور اسکے ذریعہ ایمان کے مدارج عالیہ پر پہنچتے ہیں (البقرہ: ۱۲۱۔ آل عمران ۱۱۲ و ۱۱۳)

(۸) تلاوت کتاب کا بہترین موقع نماز ہے۔ (العنکبوت: ۴۵۔ الفاطر ۲۹۔ الکوثر۔ المزمل: ۲۰)

(۹) قراءة قرآن کے آداب میں سے ہے کہ اسے پوری توجہ اور غور سے سُنا جائے (الاعراف: ۲۰۴)

(۱۰) قراءة قرآن سے خاص اوقات میں خاص کیفیتیں پیدا ہوتی ہیں۔ (بنی اسرائیل: ۷۸۔ آل عمران ۱۱۳۔ الزمر: ۲۳)

تلك عشرة كاملة

(دوسرا طریقہ) تعلیم کتاب

عرب جیسی اُمّی قوم کو تعلیم دینا کوئی آسان بات نہیں تھی۔ متمدّن ملکوں کے ذرائع تعلیم مدرسوں اور کالجوں کی تدابیر ان کے لئے بے کار تھیں۔ کتب و رسائل اور اخبارات کے اوراق سیاہ ان کی دماغی قوے کے نشو و ارتقاء کے لئے کار آمد نہیں ہو سکتے تھے۔ اور پھر انہیں اس درجہ پر تیار کرنا تھا۔ کہ نہ فقط وہ خود ہی تعلیم یافتہ ہو جائیں۔ بلکہ اقوام عالم کی معلّمی اور پروفیسری کا منصب بھی حاصل کر سکیں۔ وکذٰلک جعلناکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علے الناس۔ پس اس طریقۂ تعلیم کی بنیاد اس اعلیٰ معلّم۔ علم الاوّلین والآخرین کے ماہرتے بذریعہ وحی یوں ڈالی کہ ہر محلّے والوں کے لئے ایک امام (معلّم) اور تمام شہر والوں کے لئے ایک خطیب (لیکچرار) مقرر فرمایا۔ جو انہیں تلاوت آیات کے علاوہ تعلیم کتاب بھی دیتا ہے۔ اس طریقۂ تعلیم کا یہ اثر ہُوا۔ کہ عرب جیسے وحشی اور غیر متمدّن ملک اور اُمّی قوم کو تھوڑے ہی عرصہ میں ایسا عالم بنا دیا کہ دنیا کی متمدّن اقوام بھی ان کی شاگردی کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھنے لگیں۔ اسی کا اعتراف فاضل مستشرق (مسٹر مارگولیتھ) کی زبان سے یوں نکلتا ہے :-

"فضلاء یورپ کو فلسفہ یونان ریاضی۔ ہیئت اور دیگر علوم کا جو علم کئی صدیوں تک حاصل رہا اگر موٹے الفاظ میں لکھا جائے تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ سب لاطینی کتابوں سے لیا گیا تھا اور یہ لاطینی کتابیں عربی کتب کا ترجمہ تھیں۔ اور عربوں اور انکے رفیقوں کو ان علوم کے مطالعہ کی طرف جو رجحان پیدا ہُوا وہ خواہ بالواسطہ ہی ہو قرآن کی وجہ سے پیدا ہُوا۔ تحقیق السنہ نظم اور ادب کی دوسری شاخیں بھی قرآن کی اشاعت کے ساتھ ہی کتم عدم سے عالم ظہور میں آئیں اور اس علمی تحریک کا نتیجہ ذہانت اور علم و فضل کی اعلیٰ سے اعلیٰ تصنیفات ہیں" (دیباچہ ترجمہ قرآن راڈویل)

(تیسرا طریقہ) تعلیم حکمت (فلسفہ)

فلسفۂ اخلاق اور مسائل الٰہیات اور حقائق مبدأ و معاد اور غوامض و اسرار الٰہیہ اور نکات و لطائف دینیہ کو ایسے عمدہ اور دلکش پیرایوں میں پیش کیا اور انہیں حجج و براہین اور شواہد بیّنہ سے مدلّل کرکے ایسے طور پر روشنی ڈالی۔ جس کی نظیر کسی دوسری کتاب اور شریعت میں نہیں مل سکتی۔ تمام مباحث دین کے اصل الاصول اور دستور اساسی (توحید) کو لو۔ دنیا کی تمام مذہبی کتب چھان ڈالو اس کی مکمّل تعلیم کہیں

نہ پاؤ گے۔ یہاں تک کہ اگر خلاق عالم کی تعریف اور اس کی صفات کا پتہ لینا چاہو۔ تو اس کے لئے تمھیں دنیا کی مذہبی کتب کے اوراق سیاہ نظر آئینگے۔ کہیں تو وہی خدا (نعوذ باللہ) منحوس شکلوں میں ہزاروں بھگت کے درشن کراتا ہُوا دکھائی دیگا۔ کہیں وہ (استغفراللہ) صلیب کی لعنتی موت میں مبتلا ہو کر ایلی ایلی لما سبقتنی کی فریادیں کرتا ہُوا خون اور پیپ میں لتھڑا ہُوا نظر آئیگا (متی ۲۷: ۴۶) کہیں وہ (معاذ اللہ) انسانوں کو پیدا کرنے سے پچھتاتا اور ایک قوم کو عذاب دینے کے بعد پشیمانی اور ندامت کرتا ہُوا دکھائی دیگا (پیدائش ۶: ۶ و ۷، ایضاً ۸: ۲۱) اور کہیں انسان کے ساتھ کُشتی کے کھیل کھیلتا نظر آئیگا (پیدائش ۳۲: ۲۴)

معاد کے متعلق دیکھو۔ ہندوؤں کی مقدس کتابیں (وید) اس معما کو حل کرنے سے عاجز ہیں قدیم مذہب زرتشت کی مقدس کتاب (اوستا) بھی ملاحظہ کرو۔ فلسفہ معاد کی تعلیم کا وہ بھی دعویٰ کرتی ہے۔ مگر اس عجمی کتاب کا بیان عجم (گنگ) بمقابلہ کتاب عربی مبین اسقدر عجم و گنگ ہے کہ وہ اس سے مذہبی پیاسوں کی پیاس بجھا نہیں سکتی۔ اب سلسلۂ اسرائیلی کی اس کتاب پر نظر ڈالو جو ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما ورحمۃً اور ھدًی لبنی اسرائیل ہے:-

"(حضرت) موسیٰؑ کی پانچوں کتابوں میں نہ قیامت کا ذکر ہے نہ مرنے کے بعد روح کی حالت کا کچھ بیان ہے نیکی کی جزا (دشمن پر فتح پانا عمر کا بڑا ہونا مفلسی سے نجات پانا) بیان ہُوا ہے اور گناہ کی سزا (مرنا قحط پڑنا دبا کا ہونا مفلسی اور اسی قسم کی اور مصیبتوں کا آنا۔ (حضرت) موسیٰ کے بعد اور پیغمبروں اور نبیوں نے ان کا کچھ کچھ ذکر کیا۔ مگر جس تفصیل اور کاملیت سے اسلام نے اسکو بتایا جس کے لئے خدا نے گویا عمداً یہ کام رکھ چھوڑا تھا کسی نے نہیں کیا تھا۔"[1]

صحف اسرائیلی کے اس نقص اور کمی کی معذرت کیلئے کیمبرج یونیورسٹی کا ایک مشہور فاضل اسرائیل ابراہیم اپنی کتاب جوڈا ازم (مذہب یہود) کے صفحہ ۸۷ میں یوں تاویل کرتا ہے۔ کہ:-

"ابتدائے عہد سے یہود میں معاد کا یقین مستحکم تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ انبیائے بنی اسرائیل کا مطمح نظر چونکہ بُت پرستی کی توبیخ اور خدائے ذوالجلال کی تقدیس اور عبادت تھا۔ اسلئے انہوں نے عالم آخرت کی کیفیت کچھ تفصیل سے بیان نہیں کی اور عذاب و ثواب کو دنیاوی زندگی تک محدود رکھ کر آفات ارضی و سماوی کو غضب الٰہی کی شکل میں شامت اعمال کا لازمی نتیجہ قرار دیا۔ اور فتح و نصرت کو حسنات کا ثمرہ تصوّر کیا۔"

---

[1] یہ منفصلہ عبارت خطبات احمدیہ سرسید سے منقول ہے ۱۲ مؤلف

یہ ہے تاویل معاد کے تذکرہ نہ ہونے کی۔ لیکن اسباب خواہ کچھ ہی ہوں مگر یہ ماننا لازمی ہے۔ کہ صحف اولیٰ اس کمال علمی سے خالی ہیں۔ جس سے یہ اکمل کتاب (قرآن حکیم) مملو ہے جو تبیاناً لکل شیئٍ ہے +

خصائصِ تعلیم نبوی میں سے چوتھا طریقہ تزکیہ

(ویزکیھم) اگرچہ تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد تزکیۂ اخلاق ہوتا ہے۔ لیکن جس رنگ اور جس طرز پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّت قدسیہ سے تزکیۂ نفوس ہوا۔ اس کی نظیر کسی دوسرے نبی کے وجود میں نہیں مل سکتی۔ آپؐ کی تاثیر صحبت اور فیض تربیت سے صحابہؓ کی وہ جماعت جو آپؐ سے قبل جہالت و بداخلاقی اور ظلم و سفاکی کے عمیق گڑھے میں گری ہوئی تھی۔ اخلاق فاضلہ اور روحانیت کاملہ کے ہر ایک عقبہ کو طے کرکے اس اعلیٰ مقام پر پہنچ گئی۔ جس کو صحف اولیٰ میں قدوسی مقام بتایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے ضمن میں آپؐ کے صحابہؓ کی دس ہزار جماعت (جو فتح مکہ کے وقت آپؐ کے ساتھ تھی) کا ذکر بایں الفاظ فرماتے ہیں:۔

"فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا" (استثناء۔ ۳۳ : ۲)

یہ قدوسی جماعت جو ۸ھ میں دس ہزار کی تعداد میں نظر آتی تھی دو سال کے عرصہ میں اس اعجازی سرعت کے ساتھ ترقی کر گئی ہے۔ کہ ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر اس کا عظیم الشان اجتماع ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد میں دکھائی دیتا ہے۔ اور اہل بصیرت کی نگاہوں میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا منظر یاد دلاتا ہے جب اس قدوسی جماعت کا مقابلہ دوسری ان جماعتوں سے کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے دیگر انبیاء علیہم السلام کے زیر سایہ تعلیم و تربیت پائی اور ان کی قوّت قدسیہ سے تزکیہ حاصل کیا۔ تو زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے +

اسرائیلی سلسلہ کے پیشوائے اعظم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وہ جماعت جس نے عرصہ تک آپؑ کے زیر سایہ تربیت حاصل کی اور سفر ہجرت میں بھی زندگی بھر انکی رفاقت کا ساتھ دیا۔ جب ہم ان کے اخلاق و تہذیب اور آداب مجلس و گفتگو کا مطالعہ کتاب مقدس میں کرتے ہیں۔ تو یہ الفاظ پاتے ہیں:۔

"تب اسرائیل نے خداوند سے فریاد کی اور موسیٰ سے کہا کہ کیا مصر میں قبروں کی جگہ نہ تھی کہ تو ہم کو وہاں سے بیابان میں مرنے کیلئے لایا (خروج ۱۴: ۱۱) سو لوگ موسیٰ پر جھنجلائے اور کہا کہ تو ہمیں مصر سے کیوں نکال لایا کہ ہمیں اور ہمارے لڑکوں اور ہماری مواشی کو پیاس سے ہلاک کرے" (خروج ۱۷: ۳)

اسکے مقابل قدوسیان محمدی کے اخلاق کی شہادت ان کے ایک حریف عروہ بن مسعود سردار ثقیف کی زبان سے

سنیئے جو بحالت کفر قبل از اسلام قریش کے سامنے پیش کرتے ہیں:-

"میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں بھی گیا۔ لیکن بخدا میں نے کسی بادشاہ کو اپنے ساتھیوں میں اتنا محبوب اور باعزت نہیں دیکھا جسقدر اصحاب محمدؐ ہیں۔ وہ آپؐ سے اسقدر شیفتگی رکھتے ہیں۔ کہ اگر آپ تھوکتے ہیں تو ان لوگوں کے ہاتھوں میں آپؐ کا تھوک گرتا ہے۔ جسے وہ اپنے جسم و چہرہ پر مل لیتے ہیں۔ اگر آپ کوئی حکم دیتے ہیں تو ہر شخص سبقت کرنا چاہتا ہے۔ اگر آپ وضو کرتے ہیں تو یہ لوگ آپؐ کے بچے ہوئے پانی کے تبرک لینے کے لئے گرتے ہیں اور جب آپ بولتے ہیں تو احترام کے باعث انکی آوازیں پست ہو جاتی ہیں اور ادب و تعظیم کی وجہ سے آپؐ کے چہرہ کی طرف کوئی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا (بخاری کتاب الشروط)

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنی جماعت کو ارض مقدسہ کی فتح کے لئے لڑائی پر بلاتے ہیں تو انکی طرف سے انہیں یہ جواب ملتا ہے۔

یاموسیٰ انا لن ندخلھا ابداً مادموا فیھا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون (المائدہ: ۲۴)

اے موسیٰ جبتک یہ (عمالیق) اس میں ہیں ہم ہرگز اس میں داخل نہیں ہونگے۔ تو اور تیرا رب دونو جاکر ان سے جنگ کرو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔

اس کے مقابل حواریان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب بھی سنئے۔ جب آپؐ ایک موقعہ پر لڑائی کے متعلق صحابہؓ کی رائے دریافت فرماتے ہیں۔ تو ان شیدائیوں کی طرف سے یوں جواب ملتا ہے:-

"ہم موسیٰ کی قوم کی طرح نہیں۔ خدا کی قسم اگر آپؐ ہمیں حکم دیں تو ہم سمندر میں کود پڑنے کو تیار ہیں"

اسرائیلی مہاجرین کی دیانت کا یہ حال ہے کہ جب وہ مصر سے نکلتے ہیں تو اہالیان مصر سے زیورات عاریتہً لیکر ساتھ لیجاتے ہیں جنہیں واپس تک نہیں کرتے۔ بخلاف اسکے مسلم مہاجرین جب ہجرت کرتے ہیں تو باوجودیکہ کفار قریش ان کے مال و متاع چھین لیتے ہیں۔ لیکن یہ انکی امانتوں کی واپسی اور حقوق کی ادائیگی کے لئے ایسی خطرناک حالت میں بھی پیچھے آدمی چھوڑ جاتے ہیں۔

اسرائیلی فتوحات کا وقت آتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ نشۂ فتح میں اپنے شہوانی جذبات کو قابو میں نہ پاکر مفتوحہ اقوام کی عصمت دری اور انکی عورتوں سے حرامکاری شروع کر دیتے ہیں (گنتی ۲۵: ۱) برعکس اسکے مجاہدین اسلام کی قدوسی جماعت ان موقعوں پر عصمت و عفت کا مجسم نظر آتی ہے بحمد اللہ ہم ان کی پیشانی کو اس کلنک کے ٹیکہ سے پاک و صاف دیکھتے ہیں۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ

من یشاء من عبادہ ٭

علاوہ ازیں جب ہم بائبل کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو حواریان موسیٰؑ کو حضرت کلیم سے عموماً کھانے پینے کی شکایت کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ لیکن جب ہم قدوسیان محمدؐ کی سیر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو انہیں صبر و سکون کا ایسا مجسمہ پاتے ہیں۔ کہ وہ اپنی طبعی خواہشات تک کو بھی چھوڑے ہوئے ہیں۔ اور بھوک و پیاس سے فرائض جہاد بجالا رہے ہیں۔ جب انکو کھانے کو نہیں ملتا۔ تو کھجور کی گٹھلیوں پر اکتفاء کرتے ہیں اور جب وہ ختم ہو جاتی ہیں۔ تو پیٹوں پر پتھر باندھ لیتے ہیں۔ لیکن کیا مجال کہ لب پر حرف شکایت لائیں ان کوہ پیکران تحمل مصائب میں سے بعض ایسے بھی نظر آتے ہیں۔ جو شدت گرما کے موسم میں بھی جہاد کے پُر صعوبت سفروں میں روزہ دار ہیں۔ یہاں تک کہ ان تکالیف کے باعث انپر غشی طاری ہو جاتی ہے اور ذات رحمۃ للعالمین کو ارشاد فرمانا پڑتا ہے۔ لیس من البرّ الصیام فی السفر۔ ایسے سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں۔ قدوسیان محمدؐ مصطفےٰ صلعم کی یہ کیا کم قابل فخر خصوصیت ہے کہ اہل سیر و تاریخ کے ہاں مسلم ہے کہ الصحابۃ کلھم عدول۔ تمام صحابہؓ سچے منصف مزاج ثقہ اور معتبر ہیں۔ ان میں سے کسی ایک سے بھی جھوٹ بولنا ثابت نہیں ٭

اب اسرائیلی سلسلہ کے آخری تاجدار حضرت مسیحؑ کے حواریئین کا حال بھی ملاحظہ ہو۔ ان حواریوں بلکہ اخص الخواص بارہ رسولوں میں سے ایک شخص یہودا اسکریوطی ہیں جو اپنے ایمان و اخلاص کا نمونہ یہ دکھاتے ہیں۔ کہ اپنے آقا نجات دہندہ یسوع مسیح کو تیس روپوں کے عوض پکڑوا دیتے ہیں (متی ۲۶: ۱۶ و ۵۰) آپکے ایک دوسرے مخلص حواری جناب پطرس بھی ہیں۔ جنہیں یسوع مسیح نے آسمانی بادشاہت کی کنجیاں دینے کا وعدہ بھی کیا تھا ان کے ایمان و اخلاص اور کامل اخلاق کا نمونہ حسب ذیل واقعہ سے عیاں ہے :۔

”اور پطرس باہر صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک لونڈی اسکے پاس آکر بولی تو بھی یسوع گلیلی کے ساتھ تھا اس نے سب کے سامنے یہ کہکر انکار کیا کہ میں نہیں جانتا تو کیا کہتی ہے جب وہ ڈیوڑھی میں چلا گیا تو دوسری نے اسے دیکھا اور جو وہاں تھے ان سے کہا یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا اس نے قسم کھا کر پھر انکار کیا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا تھوڑی دیر کے بعد جو وہاں کھڑے تھے۔ انہوں نے پطرس کے پاس آکر کہا کہ بے شک تو بھی ان میں سے ہے کیونکہ تیری بولی سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اس پر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا“ (متی ۲۶: ۶۹ تا ۷۵)

اس کے مقابل حواریان اسلام کے متعلق ایک مسیحی مورخ کی شہادت ملاحظہ ہو:-

"عیسائی اس کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمدؐ کے مسائل نے وہ درجہ نشہ دینی کا آپکے پیروؤں میں پیدا کیا جسکو عیسیٰ کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے۔ جب عیسیٰ کو سولی پر لے گئے تو ان کے پیرو بھاگ گئے۔ ان کا نشہ دینی جاتا رہا۔ اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجے میں گرفتار چھوڑ کر چلدیئے۔ برعکس اس کے محمدؐ کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبرؐ کے گرد آئے اور آپکے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرہ میں ڈالکر کل دشمنوں پر آپؐ کو غالب کر دیا"

(اپالوجی گاڈ فری ہیگ ترجمہ اُردو صفحہ ۶۶ و ۶۷)

یہ اعجازی تزکیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی قوت قدسیہ کا نتیجہ ہے جس کی تاثیر نے عرب جیسی امی اور وحشی قوم کو ہر قسم کے عیوب و نقائص سے مطہر و پاک بناکر تقویٰ و طہارت کے اعلیٰ مقام قدوسیت پر پہنچا دیا

اللّٰھمّ صل وسلم علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

صحابہؓ کے قدوسی مقام پر پہنچنے کی بشارت قرآن حکیم میں

سورۂ جمعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کا ذکر فرماکر ان چار طریق تعلیم و تربیت کو آپؐ کی بعثت کا مقصد قرار دیا ہے۔ اور اس سے قبل ان چار طریق تعلیم کے مقابل چار صفات الٰہی الملک۔ القدوس العزیز۔ الحکیم۔ بہ ترتیب بیان فرماکر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ آپؐ کی تعلیم و تربیت کے یہ چار طریقے صحابہؓ کو ان چار صفات الٰہیہ کا مظہر اور وارث بنا دینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صحابہؓ نے صفت الملک کی جلالی تجلی کے ذریعہ وارث تاج و تخت ہو کر اعداء اسلام کو جلال الٰہی کا رنگ دکھایا۔ اور صفت القدوس کی جمالی تجلی سے مقام قدوسی کے وارث ہو کر عشاقان حقانی کو جمال الٰہی کا مشاہدہ کرایا۔ اور صفت العزیز کی ضیاء پاشی سے عزت و رفعت کا وہ مقام پایا جس کی نظیر دیگر انبیاء کی اُمتوں میں نہیں پائی جاتی اور صفت حکیم کی فیاضی سے ایسے ایسے علوم حکمیہ اور دقائق و اسرار روحانیہ کے وارث بنے جن کے حاصل کرنے کی استعداد تک دوسری اُمتوں میں نہ تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السّلام بھی اس کا ذکر یوں فرما گئے:

"مجھے تم سے اور بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچّائی کا رُوح آئے گا۔ تو تم کو تمام سچّائی کی راہ دکھائے گا"

(یوحنا ۱۶ : ۱۲)

آخری زمانہ میں ان چار طرقِ تعلیم کی عالمگیر اشاعت

اور اس کے لئے

آنحضرت صلعم کے بروز مہدی موعودؑ کی بعثت کی بشارت

اس سورۃ (سورۃ جمعہ) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ بعثت اول کے ضمن میں یہ ذکر ہے کہ آپؐ ان چار طریق تعلیم کے ذریعہ عرب کی امی قوم کو ضلال مبین سے نکالکر ترقی کے چار اعلیٰ مدارج پر پہنچا دینگے۔ اس کے بعد آپؐ کی ایک دوسری بعثت کا ذکر فرمایا جو آخری زمانہ میں ضلال مبین کے وقت ہوگی۔ اس وقت بھی ان چار طریق تعلیم کے ذریعہ آخری زمانہ کی قوموں کو انہیں مراتب کمال پر کھڑا کر کے ہمرنگ صحابہؓ بنایا جاویگا۔ جس کی بشارت یوں دی گئی۔ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم اور ظاہر ہے کہ آپؐ کی جسمانی بعثت تو دو زمانہ میں ہو نہیں سکتی۔ لہٰذا ماننا پڑیگا۔ کہ یہ دوسری بعثت آپؐ کی روحانی ہے۔ جو کسی اور رنگ میں نمودار ہوگی۔ اس کی تشریح احادیث میں یوں آئی ہے۔ کہ یہ بعثت آپ کی مہدی کے وجود کے ذریعہ ہوگی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظہور کو اپنا ظہور فرمایا ہے۔ اور روحانی اتحاد اور فنائیت تامہ کے باعث ان کے نام کو اپنا نام اور ان کے مدفن کو اپنا مدفن قرار دیا ہے۔ ان کی بعثت سے آنحضرت صلعم کی بعثت کا مقصد یعنی مذکورہ چار طریق تعلیم کی عالمگیر اشاعت کا کام سرانجام پائیگا۔ اور اس وقت مذاہب عالم پر مذہب اسلام کا اقتدار بذریعہ حجج و براہین ہوگا جس طرح آپؐ کی بعثت اولیٰ میں متمرد اقوام پر رعب اسلام بذریعہ سیف و سنان ہوا۔ اس زمانہ بعثت اولیٰ میں تکمیل ہدایت کا کام تو سرانجام پاگیا۔ مگر اس کی تکمیل اشاعت کا کام مکمل نہ ہو سکا۔ کیونکہ اس وقت ذہنیت اقوام اس قابل نہیں تھی۔ کہ ارتقاء انسانیت کی اعلیٰ تعلیم کو ٹھنڈے دل سے سن سکے چنانچہ اس کی اشاعت پر جب اسوقت کی قومیں وحشیانہ طریق سے مقابلہ پر اتر پڑیں تو اسکے جواب میں جہاد سیفی کا حکم نازل ہوا اور اس آتشین شریعت کے ذریعہ مخالفین اسلام کو جلال الٰہی کا نظارہ دکھا کر راہ تبلیغ و اشاعت صاف کر دی گئی۔ اور ٹھیک یہی مقتضائے الف پنجم[1] کا تھا جو جلالی رنگ میں

---

[1] واضح ہو کہ سورۃ والعصر کے اعداد سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے آنحضرت صلعم کی پیدائش تک ۴۷۳۹ سال کا زمانہ گذرا ہے۔ اس حساب سے آنحضرت صلعم کی بعثت کا زمانہ الف پنجم کا تھا اب اسمیں ۵۳ سال از پیدائش آنحضرت صلعم تا ہجرت جمع کرو تو ۴۷۹۲ بنتے ہیں۔ پھر اسمیں ۱۲۰۸ جمع کرو تو پورے ۶ ہزار سال بنتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ۱۲۰۸ ہجری میں الف ششم کا اختتام اور ۱۲۰۹ھ سے الف ہفتم کا آغاز ہوا۔ یہی زمانہ مسیح موعود اور مہدی مسعود کے ظہور کا ہے۔ جس کے کان ہوں سنے اور جس کی آنکھیں ہوں دیکھے ۱۲ مؤلف

رُوحانیت کے نزول کا باعث بنا اور اس دَوْر کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلالی اسم محمدؐ موزون تھا۔ اس کے بعد الف ششم کے اختتام اور الف ہفتم کی ابتداء میں زمانہ کی ترقی کا وہ دَوْر آیا۔ جس کی خبر قرآن کریم میں پہلے سے دیگئی تھی۔ کہ اس وقت قومیں جہالت و وحشت سے نکلکر علوم و فنون میں ترقی کرینگی اور اخبارات اور کتب و رسائل کی کثرت سے اشاعت ہوگی واذا الصحف نشرت اور اسوقت مختلف اقوام باہمی میل ملاپ کے تعلقات قائم کرکے گویا ایک قوم بنجائینگی۔ اور ایک دوسرے کے خیالات سے متاثر ہونے لگینگی۔ واذا النفوس زوجت۔ اور اسوقت یاجوجی ماجوجی اقوام کا سیلاب بھی ہر طرف سے جوش مارتا ہُوا نکل کھڑا ہوگا۔ حتّٰی اذا فتحت یاجوج و ماجوج وھم من کل حدب ینسلون۔ یہ سیلاب شرک، تثلیث کی اشاعت میں ہزارہا قسم کی دجّالیتیں پھیلائیگا۔ اور نورِ اسلام کو شکوک و شبہات اور اعتراضات کے پردوں میں چھپانے کی کوشش کریگا۔ یہ زمانہ اگرچہ عقل و ذہنیت کے اعتبار سے ترقی کا زمانہ ہوگا مگر اخلاق و روحانیت کی رُو سے سخت گمراہی اور ضلال مبین کا وقت ہوگا۔ اس عالمگیر گمراہی کے پردۂ ظلمات کو چاک کرنے اور نورِ ہدایت اور روشنیٔ اسلام کے پھیلانے کے لئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی روحانی بعثت بذریعہ مہدی موعودؑ ہوگی۔ اور مسیحی اقوام کے فتنۂ صلیب کو دلائل و نشانات سے توڑنے کے لئے اسے مسیحؑ کا مقام بھی عطا کیا جاویگا۔ اور وہ دلائل و براہین سے اسلام کی حقانیت کو دنیا پر آشکار اکریگا اور تازہ نشانات الٰہیّہ کے ذریعہ اسلام کے روحانی کمالات کا جلوہ دکھا کر بقیہ مذاہب پر اسلام کا رُعب و اقتدار قائم کریگا۔ اسوقت مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہوکر جہاد سیفی کی بجائے حجج و بینات، اور دلائل و براہین عقلیہ کے ذریعہ جہاد ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے یضع الحرب کی بھی پیشگوئی فرمائی ہے۔ یہ دَوْر جمالی رنگ میں روحانیت کے نزول کا مقتضی ہے۔ اور اس میں آنحضرت صلعم کے جمالی اسم احمدؐ کا روحانی پرتو ہوگا۔ اسی مناسبت سے آنحضرت صلعم نے اور آپؐ سے قبل آپؐ کے مبشّر حضرت مسیح علیہ السّلام نے بھی اس نام کے ساتھ مہدی و مسیحؑ کی بعثت کی بشارت دی ہے۔ اور قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی بعثت کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے ۱۹۰۰ سال بعد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم سے ۱۳۰۰ سال بعد ہے۔ چنانچہ سورۂ جمعہ میں بروز محمدؐ کی بشارت بالفاظ ذیل وآخرین منھم لما یلحقوا بھم ملتی ہے۔ جس کے اعداد بحساب جمل ۱۳۱۵ ہوتے ہیں۔ اور سورۂ جمعہ سے قبل سورۂ صف میں حضرت مسیح کی بشارت کے الفاظ حسب ذیل ملتے ہیں۔ ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد جسکے اعداد ۱۹۰۳ ہوتے ہیں۔ ان ہر دو

بشارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ کی بعثت کے لئے بیسویں صدی عیسوی اور چودھویں صدی اسلامی کا زمانہ ابتدا ہی سے مقرر شدہ اور کتاب مبین کے لوح محفوظ میں اس کا تحریری ذکر موجود ہے۔ لقد صدق اللہ تعالیٰ۔ وکل شیٔ احصینٰہ فی امام مبین (یٰس)

واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین

ہدایات دربارہ معاملات

(گذشتہ سے پیوستہ)

آداب بیع

۱۰۔ عروہ بن ابی الجعد البارقی راوی ہیں۔ کہ نبی صلعم نے اسے ایک دینار دیا۔ کہ ایک بکری خرید لائے۔ اس نے اس دینار پر دو بکریاں خرید لیں۔ پھر ایک بکری ایک دینار پر بیچدی۔ اور رسول اللہؐ کی خدمت میں بکری لیکر حاضر ہوا۔ آپ نے اس کیلئے دعا برکت دی۔ (ابوداؤد)

بس اگر کوئی کسی کو کچھ خریدنے پر وکیل کرے۔ تو موکل کے نفع دینے والے معاملہ میں تصرف جائز ہے۔

۱۱۔ زبیر بن العوام راوی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ تم میں سے کوئی رسّا لے لکڑیاں چُنے۔ اور بازار لاکر رکھدے۔ اور بیچے۔ اور قیمت اپنے نفس پر خرچ کرے۔ تو اس سے اچھا ہے۔ کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے۔ وہ چاہیں۔ تو اسے دیں۔ چاہیں نہ دیں۔ (رواہ احمدؒ)

شرکت و مضاربت

(ابوہریرہؓ) فرمایا۔ اللہ کہتا ہے۔ کہ میں دو شریکوں کا تیسرا ہوں۔ جب تک ایک دوسرے کی خیانت نہ کرے۔ جب ایک خیانت کرے۔ تو میں ان سے تعلق رحمت منقطع کر لیتا ہوں۔

اس حدیث سے واضح ہے۔ کہ شرکاء اگر خیانت نہ کریں۔ تو مال میں برکت رہتی ہے۔

(ا)۔ جمہور کے نزدیک جس شئے میں ملکیت صحیح ہے۔ اس میں شرکت بھی صحیح ہے۔

ب۔ شرکت فی العمل بھی ہو سکتی ہے۔ یعنی دو تین آدمی ایک کام میں شریک ہوں۔ اور آمدنی کا حصہ مقرر کر لیں۔ عبداللہ کہتے ہیں۔ میں اور عمار اور سعد اس شئے میں جو بدر کے دن مل جائے۔ آپس میں شریک ہوئے سعد دو قیدی لایا۔ اور میں اور عمار کچھ بھی نہ لائے۔ (ابوداؤد)

۲۔ مضاربت یعنی وہ عقد شرکت ایک کا مال ہو۔ اور دوسرے کی محنت اور پھر منافع کا حصہ مقرر ہو تو یہ جائز ہے۔

مضاربت قبل عمل کے امین کے حکم میں ہے۔ ہلاک مال سے مضاربت پر تاوان نہیں۔ اور بعد عمل کے وہ وکیل ہے۔ صاحب مال کا۔

ربّ المال۔ مضارب سے شرائط کر سکتا ہے۔ اس کے خلاف کرنے میں وہ مال کے نقصان کا ذمہ وار ہے۔ حکیم بن حزام جب کسی کو مال بطور مضاربت دیتے، تو شرط کر لیتے۔ کہ اس سے حیوان نہ خریدے۔ دریا میں نہ لیجائے۔ نہ بطن مسیل میں اُتارے۔ (دار قطنی)

۳۔ مسلمان و کافر بھی مضاربت کر سکتے ہیں ؞

وکالت

حر عاقل۔ بالغہ کا وکیل کرنا صحیح ہے۔ جتنے معاملات موکل خود کر سکتا ہے۔ ان میں دوسرے کو وکیل کر سکتا ہے۔

ا۔ ابو رافع کہتے ہیں۔ مجھے نبی کریم صلعم نے ایک اونٹ جو قرض لیا تھا۔ اسے ادا کرنے پر وکیل کیا۔

ب۔ حضرت علیؓ کو قربانیاں کروانے اور چمڑوں جھولوں کو تقسیم کرنے پر وکیل فرمایا۔

ج۔ ابو ہریرہؓ کو صدقۃ الفطر کی حفاظت پر وکیل کیا۔

د۔ نبی صلعم نے اپنے مولیٰ ابو رافع اور ایک شخص کو انصار میں بھیجا۔ تاکہ آپؐ کی طرف سے وکیل ہو کر میمونہ بنت حارث کو نکاح کر لائیں۔ اور حضورؐ ابھی مدینہ میں تھے۔ (موطا)

ھ۔ نشانی بھی معتبر ہے۔ چنانچہ جابر راوی ہیں۔ مَیں نے خیبر جانے کا ارادہ کیا۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ میرے وکیل سے ۱۵ وسق کھجور لیلے۔ نشان طلب کرے۔ فَضَعْ يَدَكَ عَلٰى تَرْقُوَتِهٖ۔ تو اپنا ہاتھ اس کے گلے کی ہڈی پر رکھ دینا۔

و۔ مستعیر۔ ادھار کو وصول کرنے کیلئے اپنا وکیل بھیج سکتا ہے۔ چنانچہ یعلی بن امیہ راوی ہیں۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جب میرے فرستادے آئیں۔ انہیں تیس زرہ اور تیس اونٹ دیدینا۔ (رواہ احمد)

۷۔ صدقہ ادا کرنے کے لئے بھی وکیل جائز ہے۔ اور صدقہ نفلی اگر اولاد کو پہنچ جائے۔ تو بھی ادا ہو سکتا ہے۔ (بخاری) معن بن یزیدؓ کہتے ہیں۔ میرے باپ نے کچھ صدقہ نکالا۔ صدقہ مسجد میں کسی کو دے آئے۔ کہ دیدینا۔ معن بطور صدقہ لے آئے۔ باپ نے برا منایا۔ حضور رسالت پناہؐ تک بات پہنچی۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے یزید! تیرے لئے تیری نیّت۔ اور اے معن! تو نے جو لیا۔ تیرا ہے۔

مزارعت

ابن عمرؓ راوی ہیں کہ نبی صلعم نے اہل خیبر کو کھیتی نصف بٹائی پر دی۔ (بخاری مسلم)

ب - ابو ہریرہؓ راوی ہیں - کہ انصار نے نبی صلے اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا - کہ ہمارے اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان کھجوریں بانٹ دو - باہم یہ معاہدہ ہوا - کہ کارگذاری تمہاری اور پیداوار میں ہم شریک۔

ج - طاؤس رضؓ راوی ہیں - کہ معاذ بن جبل نے رسول اللہ صلعم ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ - کے عہد میں اپنی زمین تہائی - چوتھائی حصہ پر دی (ابن ماجہ)

د - حضرت عمرؓ اس قسم کا معاہدہ کر لیتے - کہ اگر بیج اپنے پاس سے دوں - تو آدھا حصہ - اور اگر کھیتی پر کام کرنے والے دیں - تو اتنا حصہ ؛

س - (سعد بن ابی وقاص) نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - اکروا بالذھب والفضۃ (ابو داؤد) چاندی اور سونے پر کرایہ دینے کی اجازت ہے - یعنی کچھ روپیہ سالانہ مقرر کر لینا - اسی طرح کوئی جنس مقرر کر لینی بھی جائز ہے ؛

ز - یہ جائز نہیں - کہ زمین کا کوئی خاص حصہ اپنے لئے مقرر کریں - دوسرا مزارع کے لئے ؛

رافع بن خدیج کہتے ہیں - ہم تمام انصار سے زیادہ زراعت کرنیوالے تھے - اور ہم زمین بایں شرط دیا کرتے - کہ ہمارے لئے یہ ٹکڑا اور تمہارے لئے یہ - تو پھر ایسا ہوتا - کہ ایک ٹکڑے میں پیداوار ہوتی - اور دوسرے میں کچھ نہ ہوتی - نبی صلے اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع فرمایا - فاما الورق فلم ینھنا - چاندی کے تقرر سے منع نہیں فرمایا - (بخاری مسلم)

اجارہ

مشرک و کافر کو بھی اجارہ پر لینا جائز ہے -

(عائشہؓ) نبی صلے اللہ علیہ وسلّم اور ابو بکر صدیقؓ نے بنی دیل کے ایک شخص کو جو رستے کا ماہر تھا - اور کفار قریش کے دین پر تھا - امین بنایا - اسے اپنی سواریاں دیں - اور اس سے وعدہ کیا - کہ تین راتوں کے بعد غار ثور پر آجانا - چنانچہ وہ تیسری رات کو صبح کے وقت آگیا - (بخاری)

ب - بکریوں کی چرائی پر اجرت جائز ہے - (ابو ہریرہ) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - کُنتُ اَرعی الاغنام علیٰ قراریط لاھلِ مکۃ (بخاری) میں اہل مکہ کی بکریاں اجرت مقررہ پر چرایا کرتا تھا ؛

ج - تولنے پر اجرت لینا بھی جائز ہے - چنانچہ جب سوید بن قیس اور مخرفۃ العبدی ہجر سے مکہ میں بزازی لائے - تو رسول اللہ صلعم نے ایک پاجامہ کا نرخ کرایا - ثُمَّ رَجُلٌ یَزِنُ بِالاَجر

فَقَالَ لَهٗ زِنْ وَاَرْجِحْ۔ پھر ایک شخص تھا۔ جو اجرت پر وزن کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ وزن کردے اور اس میں زیادتی کر۔

د۔ کافر کی نوکری یا مزدوری۔ اور یومیہ یا ماہوار یا سالانہ اُجرت مقرر کر لینا جائز ہے ٭

(علیؓ) فرماتے ہیں۔ مجھے ایک دفعہ سخت بھوک لگی۔ پس مدینہ کے عوالی میں کسی مزدوری کی تلاش کو نکلا۔ ایک عورت تھی۔ جس نے کچّی اینٹیں جمع کر رکھی تھیں۔ میں نے جانا۔ یہ انہیں تر کرانا چاہتی ہے۔ فقاطعتُهَا كُلَّ ذَنُوْبٍ عَلٰى تَمْرَةٍ فَمَدَدْتُ سِتَّةَ عَشَرَ ذَنُوْبًا۔ پس ایک ڈول ایک کھجور پر چکایا گیا تھا۔ میں نے ۱۶ ڈول نکالے۔ میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ پھر میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کے حضور آیا۔ فَاَكَلَ مَعِي فِيهَا۔ تو آپؐ نے میرے ساتھ مل کر وہ کھجوریں کھائیں (رواہ احمد)

اسی طرح بخاری میں ہے۔ کہ انصار و مہاجرین کا معاہدہ ہُوا۔ اَنْ اَعْطَوْهُمْ نِصْفَ ثِمَارِ اَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ وَيَكْفُوْهُمُ الْعَمَلَ وَالْمَؤُنَةَ۔ وہ ان کو ہر سال نصف پیداوار دیدیں اور وہ کارگذاری اور خرچ پر کفایت کریں ٭

ھ۔ اُجرت کے اظہار کے سوا معاملہ کرنا ناجائز ہے۔ اِلّا بصورتیکہ اس کام کی اُجرت عرف عام میں مقرر ہو ٭

(ابو سعید) رسول اللہ صلعم نے منع فرمایا۔ عَنِ اسْتِيجَارِ الْاَجِيْرِ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهٗ اَجْرُهٗ۔ اجیر مقرر کرنے سے یہاں تک کہ اُجرت مقررہ ظاہر کر لی جائے ٭

ی۔ قرآن مجید۔ حدیث۔ اذان۔ امامت صلوٰۃ پر اُجرت لینی کچھ پسندیدہ نہیں۔ ایسے کاموں کا اجر اللہ کے ہاں بہت بڑا ہے ٭

ابی بن کعب سے روایت ہے۔ کہ میں نے ایک شخص کو قرآن پڑھایا۔ اس نے مجھے ایک قوس ہدیہ دیا۔ تو اس کا ذکر میں نے نبی کریم صلعم سے کیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اِنْ اَخَذْتَهَا اَخَذْتَ قَوْسًا مِنْ نَارٍ (ابن ماجہ) اگر تُو نے لیا۔ تو گویا آگ کا قوس لیا ٭

تاہم ابن عباسؓ کی روایت جو بخاری میں موجود ہے۔ اس میں ذکر ہے۔ کہ اصحابؓ نے ایک واقعہ کا ذکر کیا۔ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذَ اَحَدٌ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ (رواہ البخاری) اے رسول اللہ کسی نے اللہ کی کتاب پر مزدوری لی۔ فرمایا۔ رسول اللہؐ نے۔ سب سے زیادہ اجر کی مستحق چیز تو کتاب اللہ ہے۔ اس سے جواز نکلتا ہے ٭

امانت عاریت

عاریت کسی چیز کے نفع کا مالک کسی وقت تک کسی کو کر دینا۔ اور امانت کسی کے پاس کوئی چیز رکھنا بشرط واپسی۔ دونو جائز ہیں +

ا۔ مستعیر اور مؤتمن پر ضروری ہے۔ کہ وہ چیز واپس کرے۔

(ابوہریرہؓ) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَكَ۔ امانت ادا کر۔ اس کو جو تیرے پاس امانت رکھے۔ (سمرہ) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا ہے۔ کہ فرمایا۔ عَلَی الْيَدِ مَا اَخَذَتْ حَتّٰی تُؤَدِّيَهٗ (منتقی) کہ ہاتھ پر لازم ہے۔ جو اس نے لیا۔ وہ ادا کرے +

ب۔ امانت و عاریت کی چیز اگر باوجود احتیاط اور امانت رکھنے والے یا عاریت دینے والے کی ہدایات پر قائم رہنے کے ضائع ہو جائے۔ تو اس کی ضمان نہیں +

(۱) لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَعِيْرِ غَيْرِ الْمُغِلِّ وَلَا عَلَى الْمُسْتَوْدَعِ غَيْرِ الْمُغِلِّ ضَمَانٌ (رواہ الدار قطنی)

(۲) صفوان بن امیہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلعم نے حنین کے روز اس سے چند زرہیں عاریت طلب کیں۔ تو اس نے پوچھا۔ کیا غصب کے لیتے ہو۔ فرمایا۔ بَلْ عَارِيَةٌ مَّضْمُوْنَةٌ نہیں۔ بلکہ یہ ایسی عاریت ہے۔ جو بھری جائیگی۔ پھر بعض ضائع ہوگئیں۔ فَعَرَضَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ اَنْ يَّضْمَنَهَا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بدلہ دینا چاہا۔ تو اس نے کہا۔ میں اسلام کی طرف راغب ہوں۔ عوض نہیں لیتا۔ اس حدیث سے ظاہر ہے۔ کہ اگر شرط کر لی جائے۔ تو پھر ضمان دینی چاہیئے +

ج۔ ابومسعود کہتے ہیں۔ ہم رسول اللہؐ کے زمانہ میں ماعون ڈول و ہانڈی وہیچو قسم سمجھتے تھے۔ (ابوداؤد) ماعون کا روکنا خلاف مروّت ہے۔ مثلاً آگ۔ پانی زائد از حاجت۔ نمک۔

د۔ شادی کے موقعہ پر کوئی کپڑا یا زیور عاریت دینا لینا جائز ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں۔ میرے پاس ایک قیمتی قمیص تھی۔ مَا كَانَتِ امْرَاَةٌ تُقَيَّنُ بِالْمَدِيْنَةِ اِلَّا اَرْسَلَتْ اِلَیَّ تَسْتَعِيْرُهٗ (احمد بخاری) تو جو عورت زینت دی جاتی۔ مجھ سے وہ کُرتہ عاریۃً منگوا لیتی۔

ھ۔ جانور رکھنے والوں پر بھی حقوق ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے اِطْرَاقُ فَحْلِهَا وَاِعَارَةُ دَلْوِهَا وَمَنِيْحَتُهَا وَحَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (مسلم) نر کو مادہ پر جفت کرنے کیلئے عاریۃً دینا۔ جب کوئی محتاج کھیتی یا کسی ضرورت کے لئے چاہے۔ تو اُسے پانی کھینچدے

دودھ دوہ دینا جس کی صورت یہ بھی ہے۔ کہ کچھ مدت کے لئے اپنی بکری یا اونٹ دوسرے کو دینا۔ کہ وہ دودھ سے فائدہ اُٹھائے اور پانی بھر دینے کے لئے۔ اور فی سبیل اللہ کسی کو سوار کر لینا۔ یا کسی ضرورت کے وقت کسی کو گھوڑا مانگے دینا۔ انس بن مالکؓ راوی ہیں۔ کہ مدینہ میں کوئی خوف ہُوا۔ فَاسْتَعَارَ النَّبِیُّ فَرَسًا مِنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ۔ تو رسول اللہ صلعم نے ابو طلحہ سے گھوڑا عاریتہً لیا۔ (بخاری)

غصب

کسی شخص کا مال ہنسی کے طور پر لینا بھی جائز نہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ۔ اپنے مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ۔

ا۔ سائب بن یزید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلعم نے۔ لَا یَاْخُذَنَّ اَحَدُکُمْ مَتَاعَ اَخِیْہِ جَادًّا وَّلَا لَاعِبًا وَاِذَا اَخَذَ اَحَدُکُمْ عَصَا اَخِیْہِ فَلْیَرُدَّھَا اِلَیْہِ (مشکوٰۃ) کوئی تم میں سے اپنے بھائی کا مال نہ تو سچ مچ لے اور نہ ہنسی کھیل سے۔ یہاں تک کہ اگر چھڑی بھی لے۔ تو واپس کر دے۔

ب۔ حضرت انسؓ راوی ہیں۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ کسی مسلمان بھائی کا مال بدوں اس کی دلی رضامندی کے جائز نہیں۔ لَا یَحِلُّ مَالُ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسِہٖ (دار قطنی)

ج۔ پس دوستانہ رنگ میں جو لوگ ایک دوسرے کی چیزیں چھین کر بلا تکلّف استعمال میں لاتے ہیں۔ حالانکہ ان کا دوست اس فعل پر راضی نہیں۔ وہ حکم رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں۔

حدیث میں تو یہاں تک آیا ہے۔ کہ بطور ہنسی مذاق کے کسی کو ڈرانا بھی جائز نہیں۔ چنانچہ ابوداؤد میں ایک روایت ہے۔ اصحاب نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ سفر پر تھے۔ ایک آدمی سو گیا۔ سونیوالے کے پاس کوئی رسی جو ایک نے پکڑی۔ تو وہ بیچارہ دوڑ کر چونک اُٹھا۔ تو نبی صلعم نے فرمایا۔ لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یُّرَوِّعَ مُسْلِمًا۔ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں۔ کہ وہ دوسرے مسلمان کو ڈراوے۔

د۔ حضرت عائشہؓ راویہ ہیں۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ جس نے ایک بالشت زمین بھی ظلم سے لی۔ خدا اسے سات زمینوں کا طوق ڈالیگا۔

اور ابن عمرؓ کی روایت میں ہے۔ خُسِفَ بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلٰی سَبْعِ اَرْضِیْنَ (سات زمین تک دھنسایا جائے گا) (بخاری)

س۔ اگر کسی کی زمین کوئی غصب کر کے زراعت کر لے۔ تو اصل مالک کو زمین پر جو خرچ آیا ہے۔ وہ غاصب کو دیکر پیداوار لینے کا حق حاصل ہے۔

رافع بن خدیج راوی ہیں۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ کہ جو کسی کی زمین میں بغیر اذن اس کے زراعت کرے۔ تو زراعت اس کا حق نہیں۔ ہاں اس کا خرچ اسے مل جائیگا۔

علماء نے اس حدیث میں بحث کی ہے۔ کہ اگر کھیتی کٹ چکی ہو۔ تو پھر غاصب کا حق ہے۔ اور اصل مالک کو ہرجانہ دینا پڑیگا۔ یا مالک کا اور غاصب کو اس کا خرچ ملیگا۔ اگر کھیتی ابھی کھڑی ہو تو پھر غاصب اس کو کاٹ دینے پر مجبور ہے یا نہیں۔ یہ سیاسی امور حاکم کے متعلق ہیں ❊

ز۔ کسی کی چیز عمداً ہلاک کر دیں۔ تو اس کی ضمان لازم ہے۔ انسؓ روایت کرتے ہیں۔ بعض ازواج النبیؐ نے حضور انورؐ کو کوئی ہدیہ بھیجا۔ عائشہؓ صدیقہ نے اس پیالہ کو ہاتھ مار کر گرا دیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ طَعَامٌ بِطَعَامٍ وَاِنَاءٌ بِاِنَاءٍ (ترمذی) کھانے کے بدلے کھانا اور برتن کے برتن دینا پڑیگا ❊

س۔ کسی کا بیل گھوڑا دن کو زراعت میں جا پڑے۔ یا کچھ بگاڑ دے۔ تو اس کا فیصلہ دستور پر ہے۔ دن کو مویشی کی حفاظت لوگ نہیں کرتے۔ اور زراعت کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس مویشی پر ضمان نہیں۔ اور رات کو مویشی کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس کھلا چھوڑنے پر وہ مویشی والا ضامن ہے۔ اور جب ساتھ ہو۔ تو بہر حال مویشی والا ضامن ہے۔ اگر کافی احتیاط نہ کرے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ اِنَّ عَلٰی اَھْلِ الْحَوَائِطِ حِفْظَھَا بِالنَّھَارِ وَاِنَّ مَا اَفْسَدَتِ الْمَوَاشِیْ بِاللَّیْلِ ضَامِنٌ عَلٰی اَھْلِھَا (ابوداؤد)

ش۔ معاملات میں بعض اوقات بات بڑھتے بڑھتے لڑائی اور فساد تک پہنچتی ہے۔ حضور انورؐ کا ارشاد۔ کُنْ کَابْنِ اٰدَمَ (ابوداؤد) آجکل کے مسلمان بھائیوں کے زیر نظر رہنا چاہیئے۔ یعنی ہابیل کی طرح کہدے۔ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْکَ لِاَقْتُلَکَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (۶/۱۸) اگر تو میری طرف اپنا ہاتھ مقابلہ کے لئے بڑھائیگا۔ تو میں اپنے ہاتھ تیری طرف نہ پھیلاؤنگا۔ کہ مقابلہ کروں۔ میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں ❊

ھدیہ ھبہ

ہدیہ کا لینا دینا امر مسنون ہے۔ اور اس میں چیز کی مالیت کی طرف نہیں دیکھتے۔ بلکہ بھیجنے والے کا اخلاص و ایثار دیکھا جائیگا ❊

ا۔ عائشہ صدیقہؓ راوی ہیں۔ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم یَقْبَلُ الْھَدِیَّۃَ وَیُثِیْبُ عَلَیْھَا (بخاری) رسول اللہ صلعم ہدیہ قبول فرماتے۔ اور اس کا عوض بھی دیتے۔ (۲) ابوہریرہؓ راوی ہیں۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ لَوْ دُعِیْتُ اِلٰی ذِرَاعٍ اَوْ کُرَاعٍ لَاَجَبْتُ وَلَوْ اُھْدِیَ اِلَیَّ ذِرَاعٌ اَوْ کُرَاعٌ

لَقَبِلْتُ (بخاری) اگر مَیں پاؤں یا بازوؤں کی طرف دعوت دیا جاؤں۔ تو دعوت مان لوں۔ اور اگر یہ چیزیں مجھے ہدیہ بھیجی جائیں۔ تو قبول کر لوں۔ (بخاری)

بلا کسی عذر شرعی کے ہدیہ کا واپس کرنا ٹھیک نہیں

خالد بن عدی روایت کرتے ہیں۔ حضور انورؐ نے فرمایا۔ مَنْ جَاءَهٗ مِنْ اَخِیْهِ مَعْرُوْفٌ مِنْ غَیْرِ اِشْرَافٍ وَلَا مَسْئَلَةٍ فَلْیَقْبَلْهُ وَلَا یَرُدَّهٗ فَاِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ (احمد) اگر کسی کے پاس اس کے برادر سے کوئی ہدیہ آئے۔ بغیر حرص یا سوال کے۔ تو اُسے قبول کرلے۔ واپس نہ کرے۔ کیونکہ یہ رزق ہے۔ جو اللہ نے بھیجا ہے۔

کافروں کا ہدیہ قبول کرنا بھی جائز ہے

حضرت علیؓ راوی ہیں۔ کہ کسریٰ نے رسول اللہ صلعم کو ہدیہ بھیجا۔ آپؐ نے قبول فرمایا۔ اور قیصر نے ہدیہ بھیجا۔ آپؐ نے قبول فرمایا (ترمذی)

۲۔ اسلام نے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حُسن سلوک سے منع نہیں فرمایا۔

اسماء بنت ابی بکر راوی ہے۔ کہ میری ماں تھی۔ مشرکہ مگر راغب الی الاسلام۔ مَیں نے حضورؐ نبی اکرمؐ سے پوچھا۔ اَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ۔ مَیں اس سے صلہ رحمی کروں۔ فرمایا۔ ہاں! (متفق علیہ)

دوسری روایت میں ہے۔ کہ قتیلہ عبد العزیٰ کی بیٹی اپنی بیٹی اسماء کے پاس گئی۔ تو اس نے ہدیہ قبول کرنے اور اسے گھر میں داخل ہونے سے انکار کیا۔ تو حضرت عائشہؓ نے یہ مسئلہ پوچھا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ لَا یَنْهٰکُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَیْهِمْ۔ جو لوگ تم سے دین کے باب میں نہیں لڑتے۔ تمھیں گھروں سے نہیں نکالتے۔ ان سے احسان و سلوک منع نہیں۔

۳۔ ہبہ بھی جائز ہے کیونکہ یہ قبضہ کر لینے سے معتبر ہوتا ہے۔

ا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی بیٹی کو اپنی وفات کے وقت فرمایا۔ مَیں نے بیس۲۰ وسق کھجور تجھے بخشے تھے۔ اگر تو کاٹ کر انہیں اپنے قبضہ میں کر لیتی۔ تو کھجوریں تیری ہوتیں۔ چونکہ ایسا نہیں ہُوا۔ پس میرا مال حسب حکم کتاب اللہ وارثوں میں تقسیم ہوگا۔ (موطا)

ب۔ ضرور ہے۔ باپ اپنے بیٹوں میں برابری رکھے۔

(نعمان بن بشیر) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو بار فرمایا۔ اِعْدِلُوْا بَیْنَ اَبْنَاءِکُمْ (ابوداؤد)

ج۔ ہبہ کرکے واپس لینے کی مثال نبی صلعم نے یہ فرمائی ہے۔ کہ جیسے کوئی اپنی قے چاٹے۔ الرَّاجِعُ فِیْ هِبَتِهٖ کَالرَّاجِعِ فِیْ قَیْئِهٖ (متفق علیہ) ہاں والد اپنے بیٹے سے لے سکتا ہے

لَا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ یُّعْطِیَ الْعَطِیَّۃَ فَیَرْجِعُ فِیْھَا اِلَّا الْوَالِدُ فِیْمَا یُعْطِیْ وَلَدَہٗ (ترمذی)

۵- والد کا اپنے بیٹے کے مال میں حق ہے۔

جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کے حضور شکایت کی۔ کہ میرے پاس مال ہے میرے اولاد بھی ہے۔ میرا باپ میرا مال تباہ کرنا چاہتا ہے۔ فرمایا۔ اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ (ابن ماجہ)

۶- زوجہ کو اپنے خاوند کے مال سے طعام اور ایسی معمولی چیزیں بلا اذن اس کے خرچ کرنی جائز ہیں ✦

ا- (عائشہؓ) رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْءَۃُ مِنْ طَعَامِ زَوْجِھَا غَیْرَ مُفْسِدَۃٍ کَانَ لَھَا اَجْرُھَا بِمَا اَنْفَقَتْ۔ کہ عورت اپنے خاوند کے طعام سے بغیر نیت فساد خرچ کرے۔ تو اس کا اجر پائیگی۔

۲- اسماء بنت ابو بکرؓ کو فرمایا۔ اِرْضَخِیْ مَا اسْتَطَعْتِ وَلَا تُوْعِیْ فَیُوْعِیَ اللہُ عَلَیْکِ (متفق علیہ) جتنا ہو تھوڑا بہت خدا کے نام دیتی رہو۔ بندش نہ کر۔ کہ خدا تجھ پر بندش نہ کرے ✦

۳- لَا یَجُوْزُ لِامْرَءَۃٍ عَطِیَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِھَا (مشکوٰۃ) نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ عورت کو اپنے خاوند کے اذن بغیر عطیہ جائز نہیں ✦

وقف

ابن عمرؓ راوی ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ کو رسول اللہؐ نے خیبر کی زمین کے بارے میں فرمایا۔ اِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ اَصْلَھَا وَتَصَدَّقْتَ بِھَا۔ اگر تو چاہے۔ تو اصل روک لے۔ اور اس کے منافع کو صدقہ کر دے۔ پس حضرت عمرؓ نے بایں شرط صدقہ کیا۔ کہ بیچی جائے نہ ہبہ کی جائے۔ اور نہ اس کو ورثہ کیا جائے۔ (منتقی)

ب- کنوئیں کا وقف بھی جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے بیر رومہ کے بغیر کہیں پانی شیریں نہ تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کوئی ہے۔ جو بیر رومہ خرید کر اپنے ڈول کے ساتھ مسلمانوں کا ڈول بھی شامل کر دے۔ پس حضرت عثمانؓ نے اسے خرید لیا (ترمذی)

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ وقف کرنیوالے کو اپنے لئے حصہ مقرر کرنا جائز ہے۔

ج- سواری کے بارے میں بروایت ابو ہریرہؓ حضرت رسول کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا فَاِنَّ شِبَعَہٗ وَرَوْثَہٗ وَبَوْلَہٗ فِیْ مِیْزَانِہٖ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَسَنَاتٌ (بخاری)

جو شخص گھوڑا اللہ کی راہ میں ایمان و ثواب کی نیت سے وقف کرے۔ تو پیٹ بھرنا۔ لید۔ بول۔ میزان میں قیامت کے روز نیکیاں ہونگی۔

د۔ اپنے اقرباء میں بھی وقف کر دینا جائز ہے۔ چنانچہ ابو طلحہ کو ایک مال کے بارے میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اَرٰی اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ۔ میں چاہتا ہوں۔ تو اسے اقرباء میں وقف کر دے۔ فَقَسَمَ اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ (ابو طلحہ نے اسے اپنے اقارب اور چچا کے بیٹوں میں صدقہ دیا

بخاری کا لطیف طرز استدلال ہے۔ اقرباء کی تشریح اس نے وانذر عشیرتك الاقربین کی آیت کی تعمیل جو رسول اکرم صلعم نے کی ہے۔ اس سے نکالی ہے۔ یعنی جن جن رشتہ داروں کو بلایا۔ وہ اقرباء میں ہیں۔ اسی طرح آپ نے اپنے بیٹی کے بیٹوں کو اپنے بیٹے کہا۔ وہ اولاد میں داخل ہیں ؎

قرض

ابن مسعودؓ راوی ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ کوئی مسلمان جو دوسرے مسلم کو قرض دو بار دے۔ تو وہ ایک بار صدقہ کرنے کے برابر ثواب پائیگا۔ (ابن ماجہ)

کاش مسلمانوں میں معاملہ کی صفائی پیدا ہو۔ اور قرض حسنہ لینے دینے کا رواج ہو سکے۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ خِيَارُكُمْ اَحَاسِنُكُمْ قَضَاءً۔ تمھارے اچھے وہی ہیں۔ جو ادا کرنے میں اچھے ہیں۔

ب۔ پہلے کوئی شرط نہیں ہونی چاہیئے۔ مگر قرض ادا کرتے وقت اگر زیادہ دیں۔ تو بہت اچھی بات ہے جابرؓ راوی ہیں۔ کہ میں نبی کریمؐ کے پاس آیا۔ وَكَانَ لِيْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ۔ (متفق علیہ) میرا ان کے ذمے کچھ قرض تھا۔ پس آپؐ نے ادا کیا۔ اور زیادہ بھی دیا۔

ج۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اِذَا اَقْرَضَ اَحَدُكُمْ قَرْضًا فَاَهْدٰى اِلَيْهِ اَوْ حَمَلَهٗ عَلَى الدَّابَّةِ فَلَا يَرْكَبْهَا وَلَا يَقْبَلْهُ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ جَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ قَبْلَ ذٰلِكَ (ابن ماجہ) جب کوئی تم میں سے کسی کو قرض دے۔ اور پھر اس کی طرف ہدیہ بھیجا جائے۔ یا ہدیوں اسے سواری پر چڑھانا چاہے۔ تو یہ جائز نہیں۔ اِلّا اس صورت میں کہ ایسا معاملہ پہلے ہی سے ان کے درمیان جاری ہو۔ ورنہ یہ سود سمجھا جائے گا۔

بخاری میں ایک اثر ہے۔ جس پر تیرا قرضہ ہو۔ اس سے بھُس کی گٹھری۔ جو کی یا تازہ گھاس کی نہ لے۔ کیونکہ یہ ربوا ہے۔ (فاذا کان لک علیٰ رجل حق فاھدیٰ الیک حمل تبن او حمل شعیر او حمل قت فلا تاخذھا فانّہ ربوا۔

د۔ رہن رکھنا اور رہن لینا جائز ہے۔ (عائشہ صدیقہؓ) نبی صلے اللہ علیہ وسلّم نے ایک یہودی سے طعام خریدا۔ ایک مُدّت مقرّرہ تک اور اپنی زرہ رہن رکھدی۔ (بخاری و مسلم)

رہن پر اگر مرتہن خرچ کرے۔ تو پھر اس سے نفع اُٹھانا جائز ہے۔ مثلاً زمین مرہونہ کی خود کاشت کرے۔ یا کاشت کا حصّہ دے۔ مالگذاری ادا کرے۔ تو پھر اس سے انتفاع جائز ہے۔ (ابوہریرہؓ) الظہر یُرکَبُ بنفقتہٖ اِذا کان مرھُوناً ولبن الدَّرِّ یُشرَبُ بنفقتہٖ اِذا کان مرھُوناً (مشکوٰۃ) سواری کی پیٹھ پر جبکہ وہ مرہون ہو۔ خرچ کے عوض میں سواری کی جائیگی۔ اور دودھ دینے والے جانور کا دودھ نفقہ کے عوض میں دوہا جائیگا۔

ر۔ (ابن عمر) نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ باوجود استطاعت قرض کے ادا میں درنگ ظلم ہے اور اپنا قرض کسی دولتمند کے حوالے کردے۔ تو قرضخواہ اُسے قبول کرلے۔ (مَطْلُ الغنیِّ ظُلْمٌ وَاِذا اُتْبِعَ اَحَدُکُمْ علیٰ ملیٍّ فَلْیَتْبَعْ)

س۔ (جابرؓ) کان النبی صلی اللہ علیہ وسلّم لا یُصَلِّی علیٰ رجلٍ مات علیہ دَیْنٌ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم خود اس کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ جس پر قرض ہو (منتقی الاخبار)

دعوت

(جابرؓ) رسول اللہؐ نے فرمایا۔ جسے دعوت دیجائے۔ وہ قبول کرے۔ چاہے۔ تو کھالے۔۔۔ ۔۔۔ چاہے چھوڑدے۔ (مَنْ دُعِیَ فَلْیُجِبْ فاِنْ شَاءَ طَعِمَ وَاِنْ شَاءَ تَرَکَ (ابوداؤد)

ب۔ دو آدمی دعوت کریں۔ تو اس کی دعوت قبول کر۔ جس نے پہلے دعوت دی۔ الّا اس کی جس کا دروازہ قریب ہو۔ یعنی ہمسایہ (ابوداؤد)

فاذا اجتمعَ الدّاعیانِ فاجِبْ اَقْرَبُھُما باباً وَاِنْ سَبَقَ اَحَدُھُما فاَجِبِ الَّذِی سَبَقَ۔

ج۔ مدعو کی دعوت میں عدم تعیین بھی جائز ہے۔

(انس) قال اذْھَبْ فَادْعُ لِیْ فُلاناً وفُلاناً وَمَنْ لَقِیْتَ۔ نبی کریم صلعم نے ایک اپنے

ولیمہ کے موقعہ پر انس رض کو ارشاد فرمایا۔ فلاں فلاں اور جس کو تو ملے بلا لا۔ (متفق علیہ)

۱۔ رسول اللہ نے اس دسترخوان پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ جس میں شراب بھی ہو۔ اور یہ کہ آدمی منہ کے بل لیٹ کر کھائے۔ نَهٰی رسول اللہ صلعم اَنْ یُّطْعِمَیْنِ عَنِ الْجُلُوْسِ عَلٰی مَائِدَۃٍ یُّشْرَبُ عَلَیْھَا الْخَمْرُ وَاَنْ یَّاْکُلَ الرَّجُلُ وَھُوَ مُنْبَطِحٌ عَلٰی بَطْنِہٖ (ابوداؤد)

(۲) رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ جو اللہ پر اور یوم آخرۃ پر ایمان لاتا ہو۔ اور شراب کا دور چل رہا ہو۔ تو اس مائدہ پر نہ بیٹھے۔ دوم وہ نہ نہائے۔ مگر تہمد باندھ کر۔ (وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یَدْخُلِ الْحَمَّامَ اِلَّا بِاِزَارٍ) (ترمذی)

۳۔ آپ کہیں کھانے کو جائیں اور امر خلاف شرع دیکھیں۔ تو لوٹ آنا جائز ہے۔ یا اس پر اظہار ناپسندی حسب موقعہ ضروری ہے۔ والسلام۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؛

مجھے اپنا مذہب کیوں پیارا ہے؟ [عٰلہ]

حضرات! مجھے اپنا مذہب یعنی "اسلام" بہت عزیز اور پیارا ہے۔ مگر اس لئے نہیں۔ کہ مَیں مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہُوا۔ اور یہ میرے آباؤ اجداد کا مذہب ہے۔ بلکہ اس لئے کہ مَیں نے خود اسلام کو تجربہ کر کے دیکھا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ اسلام کے ساتھ میری محبّت والفت میرے ذاتی تجربہ اور عینی مشاہدہ پر مبنی ہے۔ کیونکہ ؎

بن دیکھے کس طرح کسی مہ رُخ پہ آئے دل ؛ کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل

سب سے پہلی اور سب سے پیاری بات جس نے مجھے اسلام کا گرویدہ بنا دیا۔ یہ ہے۔ کہ اسلام نے مجھے ایک ایسے عظیم الشان خزانے کا پتہ دیا۔ اور ایک ایسی بے بہا دولت عطا کی۔ جو لینے کے قابل ہے۔ خواہ ہزار جان اسپر قربان کرنی پڑے۔ یعنی ایک قادرِ مطلق۔ تمام صفات کے مالک۔ تمام عیبوں سے پاک اور زندہ خدا کی طرف بلایا۔ اور مجھے اپنے خالق حقیقی خدائے واحد و یکتا سے آشنا

[عٰلہ] مضمون مشمولہ آریہ سماج راولپنڈی کی مذہبی کانفرنس منعقدہ ۱۱ر اپریل میں پڑھا گیا ؛ (ایڈیٹر)

کیا۔ اس لعلِ بے بدل کو پاکر جو انتہائی خوشی و مسرّت مجھے حاصل ہوئی۔ اُس کا کسی قدر اندازہ آپ اُس پیاسے صحرانورد کی حالت سے لگا سکیں گے۔ جس کو ایک نہایت شیریں و شفاف پانی کے چشمہ پر پہنچا دیا جائے۔ اور وہ سیراب و شاداب ہوکر تازہ زندگی پائے۔ پس اسلام مجھے نہایت محبوب و مقبول ہے۔ جس کی بدولت مجھے اپنے آقا و خالق و مالک سے شناسائی ہوئی۔ اور میرا دامن مراد گوہر مقصود سے لبریز ہُوا۔ اور اُس کے عدیم المثال حُسن اور بے نظیر خوبیوں نے میرے دل میں ایسا گھر کر لیا کہ دنیا و مافیہا کی رنگینیاں و دلآویزیاں سب ہیچ ہوگئیں۔ ؎

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز ✤ جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا

ہاں کیسا پیارا وہ خدا ہے۔ جس کی اسلام نے مجھے اطلاع دی۔ وہ مالکِ کُل خدا۔ موصوف ہمہ صفاتِ کاملہ۔ جس کے قبضۂ قدرت میں ہر ایک چیز ہے۔ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اور کوئی اُس کے راستہ میں حائل اور روکنے والا نہیں۔ اُس کے خزائن لاتعداد اور بے انتہا ہیں۔ اور اُن میں کبھی کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہو سکتی۔ اُس کے حسن و احسان اس قدر ہیں۔ کہ طبیعت خواہ مخواہ اُس کے عشق میں محو ہو جاتی ہے۔ وہ میری دُعاؤں کو سُننے والا قادر و توانا خدا۔ میری کمزوریوں اور خطاؤں سے درگذر کرنے والا مہربان آقا یقیناً ایسا ہے۔ کہ طبعاً اُس سے دل لگانیکا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ میری فطرت کے تقاضا نے میرے جبین نیاز کو ایسے محسن و مربی خدا کے آستانہ پر جھکا دیا۔ ؎

اے فدا ہو تیری راہ میں میرا جسم و جان و دل ✤ میں نہیں پاتا کہ کوئی تجھ سا کرتا ہو پیار

دوسری بات جس نے مجھے اسلام کا دلدادہ و شیدا بنا دیا۔ یہ ہے۔ کہ اسلام نے تمام بزرگانِ و بانیانِ مذاہب کی عزّت و توقیر قائم کی۔ اور اخوت عامہ کا سبق دیا۔ چنانچہ فرمایا۔ کہ تمہارا ربّ صرف مسلمانوں کا ربّ نہیں۔ صرف ہندوؤں کا ربّ نہیں۔ صرف عیسائیوں کا ربّ نہیں۔ بلکہ وہ ربّ العالمین ہے۔ یعنی تمام اقوام عالم کا ربّ ہے۔ اور ہر ایک قوم و ملک میں تمہارے ربّ نے اپنی طرف سے گم گشتگانِ بادیۂ ضلالت کی رہنمائی اور راہبری کے لئے نبی اور رسول بھیجے ہیں۔ یقین رکھو۔ کہ وہ سب کے سب آسمانِ روحانیت کے درخشندہ ستارے تھے۔ اور چونکہ وہ تمہارے ربّ کی طرف سے تھے۔ اُن کی تعظیم و تکریم تم پر واجب ہے۔ اقوامِ عالم کے باہمی تعلّقات کو خوشگوار و اُستوار بنانے کی یہ ایک زرّیں ہدایت کی۔ اور تمام مخلوق کو ایک برادری میں منسلک کر دیا۔ تاکہ دنیا میں صلح و آشتی و امن و امان کا دور دورہ رہے۔ اور انسانی ہمدردی کے خداداد جذبہ کو بلا قیدِ مذہب و ملّت عامۂ خلائق کے ساتھ فراوانی

اور آزادی سے استعمال کیا جائے۔ اپنے ربّ کے احکام اور اُس کے حقوق کی نگہداشت کے ساتھ ساتھ حقوق العباد یعنی مخلوقِ خدا کے حقوق کو مدّ نظر رکھنے کی تاکید فرمائی۔ اور بلا امتیازِ ملک و قوم ہر ایک انسان کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کا حکم فرمایا۔ یہی ہے۔ وہ بنیادی پتّھر جس پر دنیا کے جملہ مذاہب اور تمام اقوام عالم کے باہمی اتحاد و اتفاق کی مستحکم عمارت کھڑی ہو سکتی ہے۔ کیسی خوشکن۔ دل کو بھانیوالی۔ اور مبارک وہ صدا ہے۔ جو قصرِ اسلام کے در و دیوار سے ہر آن و ہر لحظہ بلند ہو رہی ہے۔ یعنی

ع امن است در مکانِ محبّت سرائے ما

ہاں میرے پیارے مذہب کا پیارا نام "اسلام" خود اپنے اندر سلامتی و سکینت و امن و سکون کا مفہوم رکھتا ہے۔ اور یہ بھی ایک دلکش خوبی اور کشش مقناطیسی ہے۔ جس سے اسلام نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا ÷

تیسری بات جس سے اسلام نے مجھے رام کر لیا۔ وہ پیارے اسلام کے پیارے اور مقدّس بانی کے پیارے اخلاق و مکارم ہیں۔ وہ صلح و امن کا شہزادہ۔ رحم و عفو کا مجسّمہ۔ لُطف و احسان کی چلتی پھرتی تصویر۔ وہ اُمی مگر علم و حکمت میں بے نظیر انسان۔ وہ علمبردار توحید اور مخلوقِ خدا کا سچّا ہمدرد اور دنیا میں مساوات کا قائم کرنیوالا۔ یعنی حضرت محمد مصطفٰے صلعم ہے۔ جس کی عملی زندگی میرے لئے گویا ایک دستور العمل ہے۔ ہر ایک شعبۂ زندگی میں میرے لئے اُس کے قول و فعل میں رہنمائی موجود ہے۔ آہ۔ کیسے شکیب آزما حالات و ہولناک واقعات ہیں جن سے خدا کے اس برگزیدہ نبیؐ کو گذرنا پڑا۔ دشمنوں کے شدید مظالم بڑے صبر و استقلال کے ساتھ سہنا اور اس کے عوض میں اُن کی ہدایت کے لئے دُعائیں کرنا اور سب سے بڑھکر یہ کہ اُنپر غلبہ پا کر اُن سے انتقام نہ لینا۔ بلکہ اُن سے درگذر کرنا۔ ہر حال میں اپنے خدائے واحد پر یقینِ کامل رکھنا اور ہمدردیٔ خلائق میں اپنی ساری زندگی بسر کرنا۔ گویا اخلاقِ حسنہ کی ایک تیز۔ تلوار ہے۔ جس کا میں کشتہ ہوں۔ سہ

من اگر مے داشتم بال و پرے ÷ مے پریدم سوئے کوئے او مدام

اسلام کا کوڈ یعنی وہ ہدایت نامہ جو پیغمبر اسلام لیکر دنیا میں آیا۔ ایک مکمّل اور جامع کتاب ہے۔ جس کے احکام کی کامل پیروی وحشیوں کو انسان بنانیوالی اور انسانوں کو باخدا انسان بنا دینے والی ہے۔

سہ بہار جاوداں پیدا ہے اُسکی ہر عبارت میں ÷ نہ وہ خوبی چمن میں ہے۔ نہ اُس سا کوئی بستاں ہے

آخری مگر نہایت اہم خصوصیت اور عظیم الشان خوبی جس کی وجہ سے مَیں اسلام کا قائل ہُوا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اسلام کی وہ دلربا ادا جس نے مجھے گھائل کیا۔ یہ ہے۔ کہ مَیں خود شجر اسلام کے پھلوں کی شیریں لذت سے بہرہ ور ہُوا۔ اور میری ان آنکھوں نے اُن ثمرات کو دیکھ کر اسلام کو پہچانا۔ جیسا کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ مَیں نے زندہ اسلام کے زندہ نشانات ایک نہیں۔ صدہا نہیں۔ ہزارہا در ہزارہا دیکھے۔ جن کی وجہ سے مجھے ایک لذیذ بصیرت اس کے منجانب اللہ ہونے پر حاصل ہوئی۔ اور کامل یقین کی روشنی نصیب ہوئی۔ اور میرا دل اسلام کی محبّت سے لبریز ہو گیا۔ میرا مطلب اس زمانہ کے تازہ پھل ہاں اس زمانہ کے نبی اور رسولؑ حضرت میرزا غلام احمدؐ رئیس قادیان کے ظہور پُرنور سے ہے۔ جنہوں نے آکر اسلام کے خوشنما چہرہ سے نقاب اُلٹ دیا۔ گویا آج سے تیرہ سو سال قبل کا نظارہ ہماری آنکھوں کے آگے پھر گیا۔ تاریخ عالم کا یہ عظیم الشان اعادہ ایک ایسی حقیقت ہے۔ جو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن و مبرہن ہے۔ جس طرح حضرت بانیٔ اسلام کے زمانہ میں اسلام کی صداقت پر آسمانی نشانات ظاہر ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت و جبروت کا اظہار بدرجۂ کمال ہُوا۔ اسی طرح آج بھی خدا تعالیٰ نے اسلام کے ساتھ دلوں میں سچّی محبّت اور عشق پیدا کرنے کے لئے اور دُنیا کو اسلام کی طرف بُلانے کے لئے بانیٔ اسلام صلعم کے نقش قدم پر چلنے والے اور اُس کی کامل اطاعت کرنیوالے قرآنی احکام کے کامل متبع شخص کو اپنے ساتھ ہمکلامی کا شرف بخش کر اُس کو منصب رسالت و نبوّت پر فائز کیا۔ تا دُنیا پر یہ صداقت ظاہر و باہر ہو جائے کہ اسلام پر چلکر انسان اپنے محبوب حقیقی کو پالیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا تازہ بتازہ کلام سُنتا ہے۔ اور خداوند کریم اُس کے ساتھ اسی طرح ہمکلام ہوتا ہے۔ جیسا دو انسان باہمی گفتگو کرتے ہیں۔ اُن زبردست اقتداری نشانات میں سے جو اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے فرستادہ حضرت میرزا غلام احمدؐ مسیح زمان و کرشن دوران کے ذریعہ منصۂ شہود میں آئے۔ ایک یہ ہے۔ کہ عین اُس حالت میں جبکہ خدا کا یہ برگزیدہ نبی یکہ و تنہا اصلاحِ مخلوق کے لئے کھڑا ہُوا۔ اور جبکہ دنیا کا کوئی ایک شخص بھی اُسکے ساتھ نہ تھا۔ اور وہ بالکل گوشۂ گمنامی میں تھا۔ خدا تعالیٰ نے اُس پر اپنا کلام معجز نظام نازل فرمایا۔ کہ مَیں تیری تبلیغ کو دُنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ خدا کا یہ زبردست کلام مَیں نے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا۔ اور باوجود دشمنوں کی شدید مخالفت کے خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی بات پوری ہو کر رہی۔ اور دَورِ حاضرہ میں اس نشان کی چمک میں روز افزوں ترقی کو دیکھ کر میرا ایمان اور میرا پیارا اسلام ...... ترقی پذیر ہے۔ اور اس راہ پر گامزن ہونیوالے ہر ایک شخص کو منزل مقصود پر پہنچتے دیکھ کر میرے یقین اور میری امید

میں ایک تازگی پیدا ہو گئی ہے۔ گویا یہ آسمانی نشانات میرے لئے میرے انجام کی بشارات ہیں۔ اور نجات اُخروی کی نوید۔

پس میں لاکھ لاکھ شکر کرتا ہوں۔ اپنے مولائے کریم کا۔ جس نے میرے دل میں اسلام کی محبت جاگزین فرمائی۔ اور باغِ اسلام کو از سرِ نو تازگی بخشکر مجھے تازہ ایمان کی لذّت سے بہرہ اندوز فرمایا۔ اور اس دینِ قیم پر استقامت عطا کی۔ اور میں دُعا کرتا ہوں۔ کہ ؎

اے قدیر و خالقِ ارض و سما ٭ اے رحیم و مہربان و رہنما

مجھے اس سمت سے حصۂ وافر عطا کریو۔ اور اس راہ پر قدم زن رہنے کی توفیق بخشیو۔ اور اُس وقت تک کہ میں اس جہانِ فانی سے رُخصت ہو جاؤں۔ مجھے اس صراطِ مستقیم پر قائم رکھیو ٭

خاکسار ایم۔ اے ایاز نمائندۂ جماعت احمدیہ راولپنڈی

مشرقی یورپ کی مُسلم قومیں

جرمن کے ایک مشہور اخبار نویس ایچ جارج ڈرلفت نے مصری اخبار دنیائے مصورہ میں مسلمانان بلقان کے متعلق ایک زبردست مضمون لکھا ہے ٭

اہل یورپ کو مشرقی زندگی کے مشاہدے کے لئے مشرق وسطیٰ میں جانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اگر وہ مشرقی ممالک میں یورپ کے تمدّن کا اثر دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو ان کو جزیرہ بلقان ہی میں نظر آسکتا ہے یہاں کا ہر اسلامی خطہ یورپین تہذیب و تمدّن سے گھرا ہوا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ اپنی روایات اور تقلید کو محفوظ رکھتا ہے۔ اس کا باعث یہ ہے۔ کہ مدّت دراز تک جزیرہ نمائے بلقان پر اسلامی شوکت و جبروت کا پرچم لہراتا رہا۔ اور آج سے چالیس سال قبل تک یہاں اسلامی حکومت قائم تھی ٭

اگرچہ ٹرکی حکومت عرصہ ہوا۔ کہ یہاں کے مقبوضات سے اُٹھ گئی ہے۔ اور اس کے تمام مقبوضہ رفتہ رفتہ بلقانی عیسائی حکومتوں کے زیر نگین آگئے لیکن پھر بھی اسلامی روایات اور ٹرکی کی عظیم الشان سلطنت کے آثار یہاں بکثرت ہیں۔ چپہ چپہ پر مساجد موجود ہیں۔ جو اپنی بلندی۔ خوبصورتی رفعت اور فلک سا میناروں کی وجہ سے ان کے تعمیر کنندوں کی عظمت کا اقرار کر رہی ہیں ان بلند و بالا و خوبصورت میناروں پہ پانچوں وقت مؤذن اذان دیتا ہے ٭

اگرچہ بلقان میں کچھ تو اس وجہ سے کہ اب وہاں اسلامی حکومت نہیں۔ اور مسلمانوں کی ہجرت کرنے کے باعث اور کچھ اس وجہ سے کہ ترکی اور بلقانی حکومتوں کے درمیان جنگ کی وجہ سے یہ لوگ تباہ و برباد ہو گئے۔ مسلمانوں کی آبادی بہت ہی کم ہو گئی۔ تاہم اب بھی وہ کافی تعداد میں ہیں۔ اور اپنے دینی امور کے پورے پورے متبع اور قرآن مجید پڑھنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور احکام سنّت نبویؐ پر عامل رہنا اپنا ایمان۔ مسلمانان بلقان صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں۔ اور ان میں سے جو کوئی مکہ معظّمہ کی زیارت کرنے اور حرم نبویؐ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے کی استطاعت رکھتا ہو۔ تو وہ زیارت حرمین الشریفین کے لئے بھی جاتا ہے۔ اور فریضہ حج بھی ادا کرتا ہے۔ اسی طرح ان میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی پابندی بھی نہایت ضروری ہے ؛

سلاویہ میں مسلمانوں کی آبادی ریاستہائے بلقان میں سب سے زیادہ مسلمانوں کی آبادی یوگوسلاویہ میں ہے۔ خصوصاً اس سلطنت کے بڑے بڑے صوبہ مناستر۔ سارا جیو۔ جوسینہ اور سرویا کے علاقہ میں اور مونٹ نگرو کی ریاست میں مسلمان بکثرت آباد ہیں۔ اور ان کی آبادی ۶ کروڑ دو لاکھ کے قریب ہے یعنی کُل ریاستہائے بلقان کا دس فی صدی حصّہ بلقان کے مسلمان تین طبقوں پر منقسم ہیں۔ البانی بطارنی اور ترکمان میں سے پہلے دو طبقے زمینداری صناعی اور مزدوری کے پیشے کرتے ہیں۔ ترک شہروں میں رہتے اور ان میں اکثر تعلیم یافتہ ہیں اور ان سے ابتک مشرقی علوم و فنون کی درخشندگی باقی ہے یہ لوگ مشرقی تمدن کے بھی محافظ کہے جائیں تو بیجا نہیں یہ لوگ ترکی فارسی اور عربی بولتے ہیں مگر بطارنی مسلمان دراصل اس جگہ کے قدیم باشندے ہیں اور وہ سلاوی نسل سے ہیں اس لئے ان کی زبان بھی سلاوی ہے ؛

بلغاریہ میں مسلمانوں کی تعداد بلغاریہ میں جو مشرقی روسیہ سے متصل ہے۔ مسلمانوں کی آبادی تقریباً تیس لاکھ ہے۔ ان بلغاری مسلمانوں میں سے بعض تو ترکی النسل ہیں۔ اور بعض سلاوی الاصل یہاں مسلمانوں کا مرکزی صوبہ کیسیی فیلنز پول اور اس کے نواح کا علاقہ سمجھنا چاہیئے۔ یہ لوگ مذہبی پابندی بہت زیادہ کرتے ہیں۔ اور ان کی معاشرت ترکوں سے بہت زیادہ مشابہ ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ ترکی مقبوضات میں ہی ایک یہی صوبہ ایسا تھا۔ کہ جو سب سے بعد سنہ ۱۹۰۷ء تک مسلمانوں کے زیر نہیں رہا ؛

رومانیہ کے مسلمان رومانیہ میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ ہے۔ اور یہ لوگ زراعت پیشہ ہیں۔ ان کی نسل تاتاری ہے۔ یہ لوگ زیادہ تر ڈوبروجہ اور تونستان علاقوں میں جو بہت زرخیز ہیں رہتے ہیں ؛

یونان میں اب مسلمان باقی نہیں ہیں۔ اور ترکوں کی شرط تبادلہ آبادی کے باعث انہوں نے ترک وطن کر دیا ہے۔ اور اب یہ اناطولیہ کے زرخیز خطوں میں پناہ حاصل کیئے ہوئے ہیں ؛

سلاویہ کے مسلمانوں کا نظام اسلامی یوگو سلاویہ کے مسلمان ایک خاص نظام کے ماتحت ہیں۔ اور یہ لوگ فرائض مذہبی کے بشدت پابند ہیں۔ وہاں کے مسلمان مذہبی امور میں سلطنت کے ماتحت نہیں۔ اور ان کا تعلق براہ راست رئیس العلماء سے ہے۔ چنانچہ ملک کے تمام مدارس اسلامی۔ مساجد۔ اوقاف خانقاہیں۔ رئیس العلماء کے دفتر سے متعلق ہیں۔ اور اسی طرح ہر عدالت کے لئے محکمہ جات شرعیہ بھی موجود ہیں۔ جن میں مسلمانوں کے شخصی معاملات مثل ازدواج و وراثت وغیرہ کے مقدمات کا تصفیہ کیا جاتا ہے۔ رئیس العلماء سلاویہ ان تمام محکموں کے رئیس بھی ہیں محکمۂ قضاء بھی رئیس العلماء کے تحت میں ہے اور رئیس العلماء ہی ان کے تقرر کے لئے حکومت سے منظوری لیتے ہیں÷

حزب سیاسی کی شکست مذہبی امور کے علاوہ سب سے اہم نظام مسلمانان یوگو سلاویہ کا یہ تھا۔ کہ انہوں نے ایک سیاسی حزب بھی قائم کیا تھا۔ اس جماعت کا ملک پر کافی اثر تھا۔ اور اس کے اراکین کی تعداد روز افزوں تھی یہاں تک کہ بلغاریہ۔ برلن میں بھی اس کی شاخیں قائم ہو گئیں۔ اور اس کے اراکین پندرہ سو سے زائد کی تعداد میں ہو گئے۔ لطف یہ ہے کہ اس مسلم سیاسی جماعت کے دو اراکین کابینۂ وزارت میں بھی رکن تھے مگر یہ سلسلہ اس وقت تک قائم تھا۔ جبتک کہ شاہ سکندر اول نے پارلیمنٹ کو نہیں توڑا تھا۔ اور تمام اختیارات انہوں نے اپنے ہاتھ میں نہ لئے تھے÷

مسلمانان بلقان کے حالات ان مشرقی مسلم یورپینوں کی عادات اس قدر سخت واقع ہوئی ہیں۔ کہ شاید خود مشرق بھی اتنی سختی سے اس کا پابند نہ ہوگا۔ اس کی تازہ ترین مثال یہ ہے کہ ایک مسلمان سراجیو کے ہسپتال میں انتقال کر گیا تھا۔ چونکہ وہ لاوارث تھا۔ اس لئے حکومت کی طرف سے اس قسم کی نعشوں کو اٹھانے کے لئے جو وسائل مقرر ہیں۔ انہیں استعمال میں لایا گیا۔ اور اس شخص کو موٹر میں ڈال کر قبرستان میں پہنچانا چاہا۔ مسلمانوں کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس کے خلاف سخت احتجاج برپا کیا اور اس کا مطالبہ کیا۔ کہ مسلمان کی میت کو کاندھا دیتے ہوئے قبرستان تک پہنچانا لازمی ہے۔ چنانچہ مقامی ارباب حکومت کو اس تجویز پر عمل کرنا پڑا÷

پردہ کی رسم جہاں ایک طرف اناطولیہ میں رہنے والی قوم ۔۔۔ پردے کی مخالفت کر رہی ہے وہاں مسلمانان بلقان میں پردے کی پابندی اب تک باقی ہے۔ مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی بچیاں اوائل عمر میں آپ کو خوبصورت اور چمکدار رنگین پوشاک پہنے ہوئے دکھائی دینگی۔ جو ان کے سرخ و خوبصورت چہرے پر نہایت ہی خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ لیکن یہی بچیاں جب بلوغت کو پہنچتی ہیں۔ تو نقاب کا استعمال شروع کر دیتی ہیں۔ جو عمدہ اور موٹے کپڑے کا ہوتا ہے÷

مسلم خواتین اور تعلیم

مسلمان لڑکیاں تعلیم حاصل کرنیکی بہت شائق ہیں۔ چنانچہ وہ نہایت اعلیٰ اور اچھی اچھی ڈگریاں حاصل کرلیتی ہیں۔ اور وہ اس تعلیم کے بعد بیکار نہیں بیٹھتیں۔ بلکہ تلاش معاش کو عیب نہ سمجھتے ہوئے ملازمتیں کر لیتی ہیں۔ اور اکثر ان میں سے بڑی بڑی دوکانوں پر خزانچی اور کلرک اور بعض مینیجر بھی ہیں۔ یہ لڑکیاں کام کرتے وقت نقاب استعمال نہیں کرتیں۔ بلکہ جب اپنے اپنے مکانوں کو جاتی ہیں۔ یا باہر کام کی ۔۔ ۔۔ ۔۔ غرض سے جائیں۔ تو نقاب استعمال کرتی ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ معمولی کاروباری گفتگو کے علاوہ کسی غیر ڈالک سے گفتگو کرنا سخت معیوب سمجھتی ہیں ؂

قانون وراثت قرآن شریف کے احکامات کے مطابق طے کیئے جاتے ہیں۔ اور ختنہ کی رسم میں یہ پابندی لازمی ہے۔ کہ عام بچوّں کی ختنہ ایک سال سے لیکر تین سال کے اندر اندر ضروری کردی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مسلم تہواروں عیدین۔ محرّم اور رمضان المبارک میں یہ لوگ ہر مناسب احترام کے اس شدّت سے پابند ہیں۔ کہ مشرق کے رہنے والے مسلمان بھی ان کی پابندیوں کو دیکھ کر ضرور حیران ہونگے۔ بلکہ میں تو کہہ سکتا ہوں۔ کہ ان کی حالت بدرجہا افضل ہے ؂

یہ حقیقت ہے۔ کہ ایک غیر مُلک کا مسلمان جب یُورپ کی زمین یا افریقہ کے جنگلوں یا عرب کے صحرا میں اسلام کے نور کو محسوس کرتا ہے۔ تو اس کی روح فرط انبساط سے تڑپ اُٹھتی ہے۔ اور اسوقت معاً یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی قوّت تھی۔ جس نے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وطن مالوف سے دوران لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام بنا دیا۔ خصوصاً یورپین اقوام جن کے گرد الحاد و کفر اور جدید سائنس کو مدّنظر رکھتے ہوئے مشکلات کے سمندر موجود ہیں ان میں اسلام کی ترقی سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں رکھتی کہ صداقت کا ہمیشہ بول بالا ہوتا ہے ؂

پیشگی اجرت اشتہارات

سہ رملیحپنز
ریویو آف ریلیجنز

کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا واحد ماہوار رسالہ ہے اور اس کو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ اور اس کے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اشتہار دینے والوں کے لئے بہترین موقع ہے ؂

ضمیمہ ۲ صفحے ۱۲ / سینکڑہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اور اُجرت حسب ذیل ہے:-

سالانہ	ایک صفحہ	۴۰ روپے	نصف صفحہ	۲۴ روپے
چھ ماہ	"	۲۳ "	"	۱۲ "
تین ماہ	"	۱۲ "	"	۷ "

فی اشاعت ایک صفحہ ۴ روپے ؂ نصف ۲ روپے فی سطر ۴/

(مینیجر ریویو اُردو۔ قادیان)

چینی ترکستان میں مسلمان

مُلک کا جغرافیہ چینی ترکستان۔ اطراف سے پہاڑوں میں گھرا ہُوا ہے۔ مشرق میں پہاڑ ”التون طاغ“ اور تاکری تاغ اسے چین سے جُدا کرتے ہیں مغرب میں نیا نشان اور پامیر اُسے ازبکستان سے علیحدہ کرتے شمال میں سلسلۂ کوہ لتائی اُسے منگولیا اور سائبیریا سے الگ کرتا ہے۔ اور جنوب میں تبّت و افغانستان سے ”کون“ ”لون“ پہاڑوں کا سلسلہ اُسے جُدا کرتا ہے +

یہ ملک کئی ناموں سے مشہور ہے۔ ترکستان چینی۔ ترکستان مشرقی ادیگورستان۔ یا کاسبرز اُسکا رقبہ ۱۵ لاکھ مربع کلومیٹر سے زیادہ ہے۔ اور آبادی ایک کروڑ ہے جو نسلاً ترک اور مذہباً حنفی سُنّی مسلمان ہیں۔ اُن کی زبان ترکی ہے۔ جسے عربی رسم الخط میں لکھتے ہیں +

کاشغر۔ یارقند۔ ختن۔ اقسو اور دمچی۔ قولجا۔ جوجاک۔ کوجار۔ طورفان۔ کورلا۔ قومول۔ انمیں ہر ایک کی آبادی ایک لاکھ سے ڈیڑھ لاکھ تک ہے۔ ہر شہر کے گرد عظیم الشان شہر پناہ بنی ہوئی ہے۔ اور شہر پناہ کے نیچے پُرانے شہر کے نام پر ایک نیا شہر آباد ہے۔ ہر نئے شہر سے ملحق باغوں کا طویل سلسلہ موجود ہے۔ ان میں بعض باغ اتنے وسیع ہیں۔ کہ آدمی ان میں کئی کئی دن چلتا رہے اور وہ ختم نہ ہوں +

موسم بہت ہی خوشگوار ہے۔ ربیع۔ خریف اور سرما تینوں زمانے بہت ہی پُر کیف ہوتے ہیں۔ بارش نہیں ہوتی۔ لیکن صدہا دریا اور نہریں جاری ہیں۔ اور زمین کو ہمیشہ سیراب اور شاداب رکھتی ہیں +

باشندے باشندے عام طور پر چار پیشے کرتے ہیں زراعت تجارت۔ صنعت و حرفت۔ چوتھا طبقہ علمائے دین کا ہے۔ مدارس بکثرت ہیں۔ جن میں دینی علوم کی تعلیم ہوتی ہے عربی کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ جنہیں ترکی زبان میں سمجھایا جاتا ہے۔ ان مدرسوں میں طالبعلموں کی تعداد کم سے کم چالیس پچاس ہزار ہوگی۔ شہر کاشغر ترکستان کا علمی مرکز ہے۔ اس میں سب سے بڑے مدرسے کا نام ”خانلق مدرسہ ہے“ اسکے بعد ملک کی پیداوار اور ملک کی عہد بہ عہد کی تاریخ بیان کی ہے۔

موجودہ حکومت ترکستان کی موجودہ چینی حکومت اگرچہ اپنے آپ کو مرکزی حکومت نانکین کے ماتحت کہتی ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ بالکل خود مختار ہے۔ سالانہ خراج دینے کے سوا نانکین سے اس کا کوئی تعلق نہیں +

یہ حکومت ایک چینی سپہ سالار کے ہاتھ میں ہے۔ جو بالکل مطلق العنان اور حد درجہ ظالم ہے۔ ترکوں سے سخت نفرت کرتا ہے۔ تمام بڑے عہدے چینیوں کو دے رکھے ہیں۔ حکومت نے آج تک نہ کوئی جدید قسم کا مدرسہ قائم کرنے دیا ہے نہ اخبار جاری کرنے کی اجازت دی ہے۔ بلکہ دوسرے ممالک کے اخبارات کا داخلہ بھی بڑی سختی سے بند کر رکھا ہے۔ اخبار پڑھنا ترکستان میں سنگین جرم ہے اور اس کی سزا بہت ہی سخت ہے۔ جو لوگ چوری چھپے ہندوستان یا دوسرے ممالک سے اخبار منگاتے ہیں۔ وہ گرفتار ہونے پر سخت سزا کے مستوجب قرار پاتے ہیں ؎

ظلم و جور بعض نوجوان کبھی حج یا تجارت کے بہانے سے دوسرے ملکوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور جدید علوم و افکار سے واقفت ہو کر واپس آجاتے ہیں۔ تو انہیں اپنے وطن کو تعلیم دینے یا اپنے خیالات سے مستفید کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے ؎

لیکن امید ہے۔ کہ حالات میں جلد تبدیلی ہوگی۔ جمہوریت نانکین جب طاقتور ہو جائیگی۔ تو ضرور ترکستان میں بھی اصلاحات جاری کریگی۔ ترکستان کے باشندوں کی نظریں اسوقت نانکین پر لگی ہوئی ہیں ؎

اسلامی دنیا کے آثار عتیقہ

بعلبک بعلبک ایک مرکّب اسم ہے۔ جو بعل اور بک سے بنا ہوا ہے۔ فنیقی زبان میں اسکے معنے رب الوادی کے ہیں۔ اور بعض اس کے معنے بعل کا شہر کہتے ہیں۔ بعض بیت الزیت کہتے ہیں۔ یونانیوں نے اس کا نام ہلیو پولیس رکھا ہوا تھا۔ یعنی سورج کا شہر۔ الغرض یہ مقام ایک پرانے بت خانے کی وجہ سے ایک خاص شہرت رکھتا تھا۔ بعل ایک مشہور بت تھا۔ جس کی پوجا اشوری اور بابلی اقوام کیا کرتی تھیں۔ اور دور دور سے اس بت کی پرستش کیلئے جاتی تھیں جائے وقوع بعلبک دمشق سے ۶۰ کیلومیٹر شمال مغرب کی طرف سرزمین شام میں واقع ہے۔ بعلبک اور تدمور کے درمیان ۲۰۰ کیلومیٹر کا فرق ہے تدمور ملکہ زنوبیا کا شہر تھا۔ جو اب تباہ ہو چکا ہے۔ اور اسی طرح طرابلس سے ۵۵ کیلومیٹر ہے۔ اس شہر کے ارد گرد ایک پرانی دیوار کے آثار اب تک پائے جاتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ بہت سی سرسبز اور خوبصورت باغ موجود ہیں۔ اور ایک پانی کا چشمہ بھی ہے۔ جس کا نام اسوقت راس العین ہے گذشتہ زمانے میں جیسے یہ شہر بت پرستی کا مرکز تھا۔ اور دور دور سے لوگ بعل اور دوسرے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے آتے تھے۔ آج بھی اسی طرح کا مرکز بنا ہوا ہے ؎

لیکن اب آنیوالوں کی غرض بدل گئی ہے۔ اب وہ سیر و سیاحت اور عبرت کے لئے آتے ہیں۔ چنانچہ لبنان کی سیر کرنیوالے یہاں بھی ضرور آتے ہیں۔ یہاں آنے کے لئے موٹریں بکثرت استعمال ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ریلوے سٹیشن بھی ہے۔ سٹیشن رباق اور حلب کے درمیان واقع ہے +

قلعہ :- دنیا کی تعجب خیز عمارتوں میں سے ایک عمارت بعلبک کا قلعہ ہے۔ جو اَبتک اس طرف سے گذرنے والے جنگجو سورماؤں کا مضحکہ اُڑا رہا ہے۔ جنہوں نے اپنی پوری طاقت سے اس قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجانی چاہی +

بعلبک اشوری قوم کی داستان عروج کا خاموش دفتر ہے۔ عیسائی اپنے زمانے کے بہادر متمدن لوگ تھے۔ وہ بُت پرست تھے۔ حزقی ایل نے اشوریوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:۔

وہ سر لشکر اور حاکمان تھے۔ اور سب کے سب دلپسند، جوانمرد اور سوار تھے۔ جو گھوڑوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ اور ارغوانی پوشاک پہنے ہوئے تھے +

اشوری قوم بُت پرست تھی۔ حضرت ابراہیمؑ اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے جس زمانہ میں یہ قوم اپنے عروج اور تمدن پر تھی۔ اس وقت بعلبک بوجہ اپنے خوبصورتی و عظمت و ترقی کے اشوری و بابلی اقوام کا ایک طرف مذہبی مقدس معبد تھا۔ اس میں فینس جو خوبصورتی اور محبت کا دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ اس کی ایک بڑی ہیکل اس جگہ تھی۔ اور حسن پرستوں کی بھیڑ زندہ اور مردہ دیوتاؤں کی پرستش کرتی تھی۔ کسی زمانہ میں اس کا شمار دنیا کے بڑے شہروں میں ہوتا تھا۔ اور بڑے بڑے قافلے یہاں سے گذرتے تھے +

اس زمانہ کے بادشاہ اور ملوک بعلبک کو لینے کے لئے ہمیشہ خواہشمند رہتے تھے۔ چنانچہ جب عیسائیت کا سیلاب ان ملکوں میں چل نکلا۔ تو اس وقت بعلبک بھی عیسائی شہر ہوگیا۔ عیسائی ملوک کا دَور دَورہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ تک رہا۔ آپؓ کے زمانے میں جب فتوحات اسلامی کا دروازہ کُھلا۔ تو حضرت ابو عبیدہؓ نے فتح دمشق کے بعد ۱۵ھ میں حمص وغیرہ کے بعد بعلبک کا رخ کیا۔ مگر سکان بعلبک نے صلح کی درخواست کی۔ جو بغیر کسی ادنیٰ تامّل کے منظور کر لی گئی۔ اور اس طرح اسلامی جھنڈا اس زمین پر لہرانے لگا۔ جو اس سے قبل ان اقوام کی قوت و عظمت کے اظہار کی آماجگاہ بنا رہا ہے۔ لیکن وہ شہر جو حزقی ایل کے کلام کے مطابق بہادر اور شاہ سوار حکمرانوں کی حفاظت میں تھا جو بُت پرستی کا بڑا معبد تھا۔ اور جہاں خدائے قدوس کی یاد کو بُھلا دیا گیا تھا۔ بلکہ اس کے مقابلہ باکوس شراب کے دیوتا کو خوش کرنے کے لئے مندر بنائے گئے تھے۔ وقت آگیا کہ وہ سرنگون ہو۔ اور وہ خدا

کی قدرت کا ہاتھ دیکھیے۔ چنانچہ بنی اُمیہ کے زمانہ میں ۳۵۰ھ میں اُجڑ گیا پھر اپنے وقت میں تیمور صاحبقرانی نے اس کو تاخت و تاراج کر دیا۔ ۱۷۹۹ء میں خدا کے غضب نے اس کو کلیتاً عبرت گاہ بنا دیا اور زلزلوں نے سوائے ان چند دیواروں اور آثار کے اس شہر کو تہ و بالا کر دیا۔ اور آج۔ بوم نوبت می زند بر گنبد افراسیاب کا مصداق کر دیا ؛

بعلبک کی کوئی صحیح تاریخ نہیں ملی عربوں کا خیال ہے۔ کہ حضرت سلیمانؑ نے اسے بنایا تھا۔ اور ملکہ بلقیس کے مہر میں اسے دیا تھا ؛

اس کی تاریخ کا کچھ پتہ جولیس قیصر کے زمانے سے ملتا ہے۔ کیونکہ ہیکل کے پتھر پر اس کا ثبوت کندہ ہے۔ بعلبک کا قلعہ بہت سنگین اور مضبوط ہے اور تقریباً ۵ کیلومیٹر میں ہے۔ دراصل یہ قلعہ شام کے عجائبات سے ہے۔ اس کے علاوہ ہیکل اکبر میں اس وقت ستون باقی ہیں۔ اور ہیکل صغیر میں عجیب غریب نقوش اور فن سنگتراشی کا کمال دکھایا گیا ہے ؛

ہیکل صغیر:۔ ہیکل صغیر باکوس کے نام پر بنی ہوئی تھی۔ جو یونانیوں کا شراب کا دیوتا تھا۔ باکوس کی ہیکل بتاتی ہے۔ کہ آشوریوں پر یونانی تمدّن کا اثر تھا۔ اور یا پھر ہیکل بہت بعد میں بنی۔ جبکہ یونانی فتوحات تمام شام و عراق کے طول و عرض میں پھیل چکی تھیں۔ اس معبد کی موجودگی کی وجہ سے بعلبک میں جگہ جگہ شراب خانے کھلے ہوئے تھے ؛

اور رندان بادہ خوار دُور دُور سے باکوس کے معبد کے قریب سینکڑوں سالوں کی پرانی اور نشہ آور شرابیں پیا کرتے تھے۔ اور اس زندگی پر ساری عمر فخر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ سبعہ معلقہ میں عمر بن کلثوم شاعر کہتا ہے :۔

منعت الکاس عنا ام عمر ✤ وکان الکاس مجرا ھا یمینا

وماشر الثلاثۃ ام عمر ✤ لصاحب کالذی لا تقد مینا

وکاس قد شربت بہ بعلبک ✤ واُخری فی دمشق وقاصرینا

پس بعلبک میں شراب کا لطف اُٹھانے والے فخر کے ساتھ بیان کرتے تھے اور کہتے تھے۔ کہ ہم کوئی چھچھورے شراب خور نہیں بلکہ بڑے بڑے شراب خانوں میں بیٹھکر خم لنڈھانے والے ہیں ؛

بعلبک تجارت کی بڑی منڈی تھی۔ دنیا بھر کے تاجر خرید و فروخت کے لئے یہاں آیا کرتے تھے۔

مَیں شام کے گذرنے والے ہندی سیاحوں کو زور سے کہونگا۔ کہ وہ ان مقامات کو دیکھ کر گذریں۔ جو اپنے اندر وسیع درس عبرت رکھتے ہیں۔ اشوری قوم کسی زمانے میں عراق سے لیکر شام تک پھیلی ہوئی تھی۔ عراق میں اس

پھیرس، نمرود بابلیسون یلنوی کے کھنڈرات کے علاوہ بغداد اور دمشق کے عجائب گھر اس قوم کے آثار سے بھرے ہوئے ہیں ٭

یہ اس قوم کے آثار ہیں۔ جو حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال کر خدا کے وجود اور اس کے جلال کو دیکھنے والی تھی ٭ (اسلامی)

اسلام سے پہلے عرب کا تمدّن

کھجوریں۔ اونٹ کا دودھ۔ نیم برشت گوشت اُن کی اعلیٰ ترین غذا تھی۔ ان چیزوں کے سوا یہ غریب دنیا کی کسی لذّت سے واقف نہ تھے۔ کھجوروں کے بار آور درخت موٹی موٹی دنبیاں قوی تن اونٹوں کا ذخیرہ اُن کے لیئے نعمت غیر مترقبہ تھی۔ بسا اوقات پانی اور سبزی کے نہ ملنے سے بڑی مصیبت میں پھنس جاتے۔ خاندان کے خاندان آوارہ گردی میں اِدھر سے اُدھر گھانس ایسی معمولی چیز کے لیئے کوسوں دوڑتے۔ کاشتکاری اُس زمانہ میں قریب قریب کالعدم تھی۔ کوئی اور نفع بخش صنعت نہ جانتے تھے۔ گھوڑوں۔ اونٹوں۔ لونڈیوں کو اپنی بیش بہا جائداد سمجھتے تھے۔ وہ اس قسم کی جائداد بڑھانے کے متلاشی تھے۔ جہاں کبھی اُن کو ان میں سے کسی ایک چیز کی بھی توقع ہوئی تو ہر امکانی کوشش صرف کرنے میں کوئی دقیقہ نہ باقی رکھتے۔ اس میں خونریزی بھی خوب ہوتی۔ معمولی سی چیز کے لیئے مہینوں خنجر کھینچے رہتے۔ جبتک پورے خاندان کا خاتمہ نہ ہو جاتا۔ اُسوقت تک خانہ جنگی نہ رُکتی ٭

عربوں کا لباس بھی عجیب تھا۔ بغیر سی ہوئی چادر۔ جو بجائے کرتہ پاجامہ تہ بند وغیرہ کے استعمال ہوتی۔ اعلیٰ ترین لباس شمار ہوتی ٭

بعض قبائل جو روشن دماغ اور فطرتاً متمدّن تھے۔ انہوں نے کچھ قطعات ملک کے منتخب کیئے۔ اور اُن میں اپنے ڈیرے ڈال دیئے۔ زمانہ گذرتا گیا۔ اور اُن میں عقل و تمیز کے بیش بہا جوہر نظر آنے لگے۔ انہوں نے انسانی طرز معاشرت میں ڈوب کر ترقی کی۔ تجارت کا دھندا پھیلایا۔ یہ شہری عرب مہذّب زندگی حسن تدبیر اور رسائی ذہن کے سبب مرفہ الحال و بہرہ ور ہو گئے۔ مفلسی اور کج فہمی کی کڑیاں جلد جلد کٹنے لگیں۔ پریشانی اور بدقسمتی کی زنجیروں کے بجائے کوشش اور حلقۂ تجارت کی وسعت نقد اور جنس

اُن پر نچھاور ہونے لگی ؛

ایک طرف مکّہ معظمہ کے بندرگاہ جدّہ کے ذریعہ عرب کی پیداوار حبش پہنچی۔ اور وہاں سے افریقہ کا مال براہ عرب حیرۃ کتفت میں پہنچا۔ پھر خلیج فارس کے موتیوں کو لیکر دریائے فرات کے دہانہ تک کشتیوں کے ذریعے سے لیجاتے۔ دوسری طرف بصرہ دمشق اور یمن کے ساتھ بذریعہ اونٹ سلسلۂ تجارت شروع ہوگیا۔ چونکہ مکّہ معظّمہ یمن اور شام کے بیچ میں واقع ہے۔ اس وجہ سے وہاں کی گلیاں اور بازاریں طرح طرح کی اشیاء سے پُر ہوگئیں ؛

ادنیٰ طبقہ کے لوگ بھی متوسطین کے ساتھ اس مبارک پیشہ میں دوش بدوش کام کرنے لگے۔ انکی خاص تجارت گرم مصالحہ۔ بلساں۔ ذہان۔ دارچینی۔ سنا۔ سونا۔ جواہر۔ موتی۔ ہاتھی دانت۔ آبنوس۔ لونڈی۔ روغن زیتون۔ اور قہوہ کی تھی ؛

اہل عرب معاملات کے صاف تھے۔ زبان کی پابندی اُن کے نزدیک وجوب کا درجہ رکھتی تھی۔ صنعاد مارب و مکہ عرب کی تجارت کے صدر مقام تھے۔ خصوصاً صنعاد مارب نے شاہان حمیر کے زمانۂ حکومت میں بہت ترقی کی۔ یہی دو شہر ایسے خوشگوار تھے۔ جن پر ہر شخص کی نظر پڑتی تھی۔ ان کے فرحت بخش حوض خوشنما بروج پر ہر لذت کش آنکھ جم جاتی تھی۔ لیکن جسوقت مکّہ معظمہ پایۂ عروج کو پہنچا۔ تو ان دونو کی آب و تاب پر پانی پڑگیا۔ صنعا تو اب بھی بوجہ یمن کے پایۂ تخت ہونے کے کسی قدر پُرفضا ہے۔ لیکن مارب کی چہل پہل بالکل خزاں رسیدہ ہوگئی ؛

اہل عرب کی گردنیں کسی بڑی سے بڑی شخصیت کے سامنے کبھی خم ہوئیں۔ آزادی کا سہرا دراصل انہیں کے سر ہو سکتا ہے۔ فراعنہ مصر شاہان شان۔ اسکندر رومی کیخسرو ایرانی ملک عرب کی آرزوئیں دل میں رکھے ہوئے سپرد لحد ہوگئے۔ لیکن فتح کی نوبت نہ آئی ؛

روم قدیم کی سلطنت کا عَلَم دنیا کے بڑے بڑے حصّوں پر لہرانے لگا۔ مگر عرب پر اسکے پھریرے کا عکس بھی نہ پڑا۔ یونانی بادشاہ سرپٹک کر مرگئے۔ لیکن عرب زیر نہ ہُوا۔ سچ تو یہ ہے کہ عرب کی ہمسایہ قومیں بارہا اس کے زور کو آزما چکی تھیں۔ آخرش سب نے یہ طے کرلیا۔ کہ عربوں کی بہادری کا مقابلہ ممکن نہیں ؛

عرب جب آپس میں لڑتے تو پہلے اپنے گلوں اونٹوں کی قطاروں کو اپنی عورتوں کے حوالے کردیتے۔

اور خود لڑنے کے واسطے جاتے۔ ان میں ایک صفت قابل تعریف تھی۔ وہ یہ کہ اگر کوئی دوسری قوم ان سے لڑتی۔ تو وہ تمام باہم مل کر اس پر چڑھائی کر دیتے۔ آپس کی لڑائی کو معطّل کر دیتے تھے۔ جس وقت غیر قوم سے فرصت ملتی۔ تو پھر آپس کی لڑائی چھڑ جاتی +

چونکہ زیادہ زمانہ گذر گیا تھا۔ اور اخلاق تمدّن معاشرت کے حلقے بھی زیادہ وسیع ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے ان میں ایک قسم کی متانت آگئی تھی۔ ان کے حسّیات نے محسوس کیا کہ ان کے گروہ میں ایک ایسی ذات کی عدم موجودگی جو ان کے قضایائے باہمی کو بحسن وجوہ فیصل کر سکے۔ بغیر دولہا کی برات کے برابر ہے۔ اس خیال کے رونما ہونے پر بذریعہ ووٹ کسی برگزیدہ خاندان سے ایک ایسی شخصیت چُن لی گئی جس میں تجرد حمایت قوم کی زیادہ اسپرٹ پائی گئی۔ انتخاب کثرت آراء معمول تھا +

عرب کی جمہوری حکومت اور قبائل کی آزادی۔ قوانین کی گرفت سے جکڑی نہ تھی۔ ہر شخص آزادانہ گذر کرتا تھا۔ البتہ صوبہ یمن میں شخصی حکومت کا رنگ نظر آتا تھا۔ مختلف فرمانرواؤں کا اس خطہ پر بسکہ پڑا۔ کبھی شاہان ایران۔ کبھی قیصران روم۔ لیکن یہاں کے لوگ عرب کے باشندوں کے برعکس کم ہمت تھے +

اگرچہ عرب کی آزادی اور خود سری نے ہر خاندان کو ایک ہی قواعد زباں کا پابند نہیں رکھا۔ تاہم کسیقدر تفاوت کے ساتھ ہر قبیلہ کی زبان یکساں معلوم ہوتی تھی +

صرف و نحو عروض و قوافی بدائع و معانی وغیرہ سے وہ ناواقف تھے۔ مگر ان کے منظومات میں یہ سب رعائتیں پائی جاتی تھیں۔ مکہ معظمہ کے گردو نواح میں ہر سال ایک بہت بڑا میلہ ہُوا کرتا تھا جسکو اُس زمانہ میں عکاظ کہتے تھے۔ یہ میلہ مسلسل ایک مہینہ تک جاری رہتا تھا۔ یہ میلہ بالکل انگلستان کے بادشاہ جان کے زمانہ کے میلوں کی طرح ہوتا تھا۔ جس میں نیزہ بازی۔ گھوڑے کی سواری تیراندازی فصاحت و بلاغت زباندانی وغیرہ کا امتحان ہوتا تھا۔ شاعری میں جس کے اشعار زیادہ قیمتی سمجھے جاتے۔ وہ اونٹوں بکریوں کی کھالوں پر سنہری حرفوں سے ریشمی کپڑے پر لکھ کر کعبہ کی دیواروں پر آویزاں کیئے جاتے۔ ذُبیانی حسان بن ثابت۔ قیس بن سائدہ خنساء جو شاعری میں اور تقریر میں عدیم النظیر سمجھے جاتے۔ اسی تعلیم گاہ کے تربیت یافتہ تھے +

جہاں نمیں یہ خوبیاں تھیں۔ اُس کے ساتھ ہی ان میں حد درجہ کمینہ پن بھی تھا۔ قصائد کے شروع

میں جو تشبیب کے اشعار ہوتے تھے۔ ان میں رئیس قوم۔ اور دولتمندوں کی لڑکیوں کا نام لیکر طرح طرح کے اخلاقی عیوب ان کی جانب منسوب کرتے۔ نوزائیدہ لڑکیوں کو مار کر دفن کر دیتے۔ زنا کو فعل جمیل سمجھتے۔ ہر دکسی ایرزادی سے زنا کر کے بفخر بیان کرتا۔ اکثر نادار مرد اور عورتیں برہنہ کعبہ کا طواف کرتیں۔ باپ کے مرنے کے بعد اولاد نرینہ سوتیلی ماؤں پر زبردستی متصرف ہوتی۔ منشّی اشیاء بلا روک ٹوک استعمال کرتے۔ جُوا بے حد کھیلتے۔ اکثر عورتیں بھی داؤں پر رکھدیتے۔ سُود خواری بُری نہ سمجھی جاتی۔ عورتیں اپنے دشمنوں کا کلیجہ نکال کر دانتوں سے چباتیں۔ ناک کان کاٹ کر تاگا میں پرو کر گلے میں بجائے ہار پھول کے پہنتیں +

شگون اور ٹوٹکوں کے بھی پابند تھے۔ کسی بلا میں مبتلا ہونے پر چھوٹے چھوٹے سنگریزے پڑھکر بامید رفع مصیبت اپنے چاروں طرف پھینکتے۔ عورتوں کو جانوروں کا دودھ دوہنا منع تھا۔ وبا یا آسیب وغیرہ میں مبتلا ہونے پر شہر سے باہر نکل جاتے۔ اور جنگلوں اور قریوں میں گدھوں کی بولی بولتے۔ اور اسی طریقہ کو ازالۂ بلا کا ذریعہ سمجھتے +

جس عورت کے نکاح میں دیر ہوتی۔ اور کوئی اُس کا خریدار نہ ہوتا۔ تو ان میں ایک قسم کا حِص و بیص پیدا ہوتا۔ رات کے وقت اپنی ایک آنکھ میں سرمہ لگا کر اور اسی جانب کے سر کے بال پریشان کر کے اسی طرف کے پاؤں سے اُچھلتیں۔ اور کہتیں یا "نکاح ابغی النکاح قبل النکاح"۔ جس عورت کا بچّہ زندہ نہ رہتا وہ کسی رئیس قوم کی میّت کو پیر سے روندتی تا کہ آئندہ زندہ رہے +

عورت کی عصمت کا اندازہ درخت میں کچّا تاگا باندھ کر کیا جاتا۔ اگر تاگہ صبح کو بندھا پایا جاتا تو عورت باعصمت قرار پاتی۔ اور اگر تاگہ ٹوٹا پایا جاتا۔ تو عورت عصمت فروش شمار کی جاتی۔ اونٹ بکریاں زیادہ بچّے دینے پر آزاد کر دی جاتیں۔ بُت پرستی عام تھی۔ ہر قبیلہ کا بُت علیحدہ ہوتا تھا۔ تیسری صدی عیسوی میں مسیحی فرقہ بھی داخل عرب ہو گیا تھا۔ ان کا چال چلن بھی عربی بُت پرستوں سے بہت مشابہ تھا + مبصّر (خیر الکلام فی احوال العرب والاسلام)

احباب کرام کو توجّہ دلائی جاتی ہے کہ وہ مہربانی فرماکر ریویو اُردو کی خریداری بڑھانے میں ساعی ہوں۔ اور جو اب تک خریدار ہیں۔ اور تا حال چندہ ادا نہیں کیا۔ وہ مہربانی فرماکر اپنے ذمّے کا بقایا ادا کریں +

(مینیجر)

مسلمانوں کے قومی مطالبات کی تشریح

آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی قراردادیں جس کا اجلاس ۴-۵ اپریل کو مولانا شوکت علی کی صدارت میں منعقد ہوا

۱-ہندوستان میں آزاد عناصر کی فیڈرل حکومت قائم کیجائے۔ جسمیں ہر صوبہ آزاد و خود مختار ہو اور مرکزی مجلس قانون ساز کو صوبہ کے اندرونی معاملات میں دست اندازی کا حق حاصل نہ ہو +

۲-سندھ کو جدا صوبہ بنایا جائے +

۳-صوبہ سرحد کو دوسرے صوبوں کے دستورہائے اساسی کے عین مطابق اختیارات دیئے جائیں +

۴-بلوچستان کو بھی دوسرے صوبوں کے مانند اختیارات دیئے جائیں +

۵-صوبجات کو جو اختیارات دیئے جائیں۔ وہ پارلیمنٹ کی طرف سے دیئے جائیں- اور کسی شعبہ کو اسوقت تک فیڈرل نہ بنایا جائے۔ جب تک تمام صوبوں کی رضامندی حاصل نہ کر لی جائے +

۶-فیڈرل مجلس قانون ساز میں مسلمانوں کو ۳۳⅓ فیصدی نیابت حاصل ہو۔ جن صوبوں میں مسلمان کم ہیں۔ اور انکو موجودہ وقت میں زیادہ حقوق ملے ہوئے ہیں۔ انمیں کمی نہ کی جائے۔ اسکے عوض سندھ بلوچستان اور سرحد میں جہاں مسلمانوں کی بھاری اکثریت ہے۔ ہندوؤں کو انکی تعداد سے زیادہ حقوق دیئے جائیں۔ پنجاب اور بنگال کی برائے نام مسلم اکثریتوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ انتخاب جداگانہ رہے۔ اور صوبجات میں مجالس قانون ساز کے لئے حق رائے دہندگی کے معیار کو اتنی وسعت دیجائے۔ کہ ووٹروں کی تعداد مختلف اقوام کی آبادیوں کے تناسب کا آئینہ ہو +

۷-اساسی حقوق کا اعلان آیندہ دستور اساسی میں درج کیا جائے۔ کہ مختلف اقوام کی مذہبی تمدنی زندگی کا تحفظ ہو سکے- اور بلا امتیاز مذہب، وملت، قوم یا جنس ہر فرد کو اقتصادی ومعاشرتی اور ملکی حقوق مساویانہ طور پر حاصل ہو جائیں +

۸-فیڈرل وصوبجاتی مجالس حاکمہ (اگزیکیوٹیو کونسلوں) کی ترتیب میں مسلمانوں کے مفاد کا معقول وکافی انتظام کیا جائے +

۹-مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں میں معیار قابلیت کا لحاظ رکھتے ہوئے۔ معقول وکافی حصہ دیا جائے +

۱۰-تعلیم زبان- مذہب- پرسنل لا- خیراتی اداروں اور سرکاری گرانٹوں میں مسلمان اپنے جس جائز حق کا مطالبہ کر رہے ہیں- اس کی حفاظت کے لئے آیندہ ملکی نظام میں حسب ذیل دفعات شامل کی جائیں :-

(۱) مسلمان مذہبی احکام کی پابندی میں شرعی قانون کی پابندی کرینگے۔ اور اسمیں کوئی حکومت دست اندازی نہیں کر سکے گی +

(۲) جہاں مسلمانوں کی شریعت کا یہ تقاضا ہو کہ شرعی قاضی کسی خاص معاملہ کا فیصلہ کرے وہاں لازمی طور سے فیصلہ قاضی سے کرایا جائیگا-

(۳) کونسل میں اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش ہو جس کا تعلق مسلمانوں کے پرسنل لا سے ہو تو اسپر بحث کرنے اور رائے دینے کا حق

صرف مسلمانوں کو حاصل ہوگا۔ (۵) تعلیمی بورڈوں میں مسلمانوں کی نیابت انکے تناسب کے مطابق ہوگی۔ (۶) حکومت کی قومی زبان اُردو ہوگی۔ رسم الخط فارسی و ہندی دونو کی اجازت ہوگی۔ انگریزی بھی دفتری زبان سمجھی جائیگی +

۱۱ ہندوستان کے زمینداروں اور کاشتکاروں کو دیہاتی ساہوکاروں کے مظالم سے بچانے کیلئے یہ ضروری ہے۔ کہ علاقہ وار تنہائی دیوالیہ قائم کی جائیں۔ جو ہر قرضہ کی اصلیت معلوم کریں۔ اور اس قسم کے سُود کو مسترد کردیں۔ جو اصل رقم سے زائد ہو +

۱۲ دہلی و اجمیر کے مسلمانوں کی نیابت کا انتظام جُداگانہ انتخاب کے ذریعے کیا جائے۔ اس لئے کہ گذشتہ دس سالوں میں وہاں سے کوئی مسلمان نمائندہ نہیں جاسکا۔ اور نہ اس کی امید ہے +

مُسلم نیشنلسٹ کانفرنس کی قراردادیں

جس کا اجلاس ۱۸، ۱۹/ اپریل کو لکھنؤ میں رعلی امام کی زیر صدارت ہوا۔

۱۔ مُسلم نیشنلسٹ کانفرنس کی قرارداد کا بھی یہی مطلب ہے

۲۔ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″

۳۔ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″

۴۔ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″

۵ مُسلم نیشنلسٹ کانفرنس میں ایسا کوئی ریزولیوشن پاس نہیں ہوا۔ ۶۔ ہر بالغ مرد و عورت کو ووٹ کا حق دیا جائے مخلوط انتخاب کا طریقہ رائج کیا جائے۔ جو قومیں ۳۰ فیصدی سے کم کسی صوبہ میں ہیں۔ صرف انکی نشستیں مخصوص کیجائیں۔ اور انکو مزید نشستیں حاصل کرنیکا حق دیا جائے۔ ۷ مُسلم نیشنلسٹ کانفرنس کی قرارداد کا بھی یہی منشاء ہے۔ ۸ نیشنلسٹ کانفرنس نے ایسی کوئی قرارداد پاس نہیں کی ۹ مُسلم نیشنلسٹ کانفرنس کی قرارداد کا بھی یہی مطلب ہے۔ ۱۰ مُسلم نیشنلسٹ کانفرنس نے ایسی کوئی قرارداد پاس نہیں کی +

دونو کانفرنسوں کی تجویزوں کا اثر

صوبہ یُو۔ پی میں مُسلم کانفرنس دہلی کی تجاویز کے مطابق مسلمانوں کے لئے ۳۰ فیصدی حقوق محفوظ رہینگے جبکہ مُسلم نیشنلسٹ کانفرنس کے مطابق صرف ۱۴ فیصدی حقوق محفوظ ہونگے۔ اسی طرح صوبجات مدراس۔ سی پی۔ بہار و اڑلیسہ۔ آسام اور بمبئی مع سندھ میں مسلم کانفرنس دہلی کی تجاویز کے مطابق علی الترتیب ۱۵-۱۵-۲۵-۴۰-۳۳ فیصدی نشستیں محفوظ رہینگی۔ اسکے مقابلہ میں نیشنلسٹ کانفرنس کی تجاویز کے مطابق ان صوبوں کے مسلمانوں کیلئے علی الترتیب صرف ۷-۱۴-۱۱-۳۲-۱۹ فیصدی حقوق محفوظ رہینگے۔ اسکے علاوہ ان صوبوں میں دہلی کانفرنس کے مطابق مسلمانوں کے وہی مسلمان نمائندے کونسلوں میں جاسکیں گے جنہیں مسلمان پسند کریں۔ لیکن لکھنؤ کانفرنس کے مطابق مسلمانوں کے نمائندے وہ لوگ قرار دئے جائینگے۔ جنہیں ہندو پسند کریں۔ صوبجات بنگال۔ پنجاب۔ سندھ۔ بلوچستان و سرحد میں سے دہلی کانفرنس کے مطابق پہلے دو صوبوں میں مسلمانوں کی نشستیں آبادی کے تناسب سے محفوظ رہینگی۔ اور آخری تین صوبوں میں ہندوؤں کو زائد حقوق دیکر بھی مسلم اکثریتیں قائم رہینگی۔ جبکہ لکھنؤ کانفرنس کی تجاویز سے بنگال اور پنجاب میں غیر مُسلم اقلیتوں کو یہ موقعہ ملتا ہے کہ وہ اپنی تعداد سے زائد نشستیں حاصل کریں اور مسلمانوں کی اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو جائے +

گوشوارہ بقایا و فاضلہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان بابت ماہ اپریل ۱۹۳۱ء

نمبر شمار	نام صیغہ جات	رقم بقایا		
۱	بیت المال	۱	۲	۸۸۰۶۹
۲	طبع و اشاعت	۳	۱۴	۱۵۱
۳	بورڈران ہائی	۹	۳	۳۰۵
۴	،، احمدیہ	۶	۶	۴۸
۵	مقبرہ بہشتی	۳	۱۰	۹۲۹۴
۶	منارہ	۰	۰	۲۸۵۲
۷	قرضہ	-	-	۱۹۱۵۸
۸	پراویڈنٹ فنڈ	۱۱	۳	۲۷۷۸
۹	ترقی اسلام	۳	۸	۵۵
۱۰	بک ڈپو	۰	۶	۳۴۱
	میزان	۰	۷	۲۰۶۸۵۴

نمبر شمار	نام صیغہ جات	رقم فاضلہ		
۱	بقایا پیشگی	۹	۳	۱۷۷۹۴
۲	جائیداد	۹	۱۴	۱۸۰۶
۳	ایجنسی	۰	۰	۴۸۵۰
۴	تعمیر	۶	۱۱	۱۸۸۲
۵	ناظر اعلیٰ	۰	۵	۸۵۴۴
۶	قضاء	۰	۶	۷۴
۷	افتاء	۰	۰	۱۵
۸	پرائیویٹ سکرٹری	۹	۱۵	۵۸۲۴
۹	محاسب	۹	۵	۶۶۴۹
۱۰	ہسپتال	۹	۱	۱۹۳۵
۱۱	دعوت و تبلیغ	۰	۹	۴۸۶۷۸
۱۲	ہائی سکول	۳	۲	۱۱۹۳۲
۱۳	صدقات	۶	۱۰	۴۱۲۴
۱۴	گرلز سکول	۹	۱۴	۳۵۶۷
۱۵	مدرسہ احمدیہ	۰	۲	۱۱۹۱۱
۱۶	جامعہ احمدیہ	۹	۱۳	۶۸۳۱
۱۷	احمدیہ ہوسٹل	۰	۱۱	۲۹۳۴
۱۸	امور عامہ	۶	۱۵	۶۵۳۸
۱۹	ضیافت	۰	۱۵	۳۲۰۷۳
۲۰	تعلیم و تربیت	۹	۸	۵۳۷۳
۲۱	تالیف و تصنیف	۹	۱۴	۸۲۹۶
۲۲	امور خارجہ	۳	۴	۵۱۱۸
۲۳	خلافت	۰	۹	۸۱۸۰
۲۴	تجارت	۳	۴	۳۱۱۴
	میزان	۰	۷	۲۰۶۸۵۴

محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

اخبارات سلسلہ احمدیہ

الفضل ہفتہ میں تین بار دس روپے سالانہ۔ طلباء سے ۸ روپے سالانہ۔

ریویو آف ریلیجنز اردو ماہوار تین روپے سالانہ۔

ریویو آف ریلیجنز انگریزی۔ سات روپے سالانہ۔

سن رائز ہفتہ وار ۲۰×۳۰/۸ ۲۸ پونڈ کاغذ ۵ روپے سالانہ۔

مصباح مہینے میں دو بار عورتوں کا اخبار ۲/۸ سالانہ۔

منگوانے کا پتہ:

منیجر طبع و اشاعت قادیان

بانی

ڈاکٹر ایس کے برمن

منعقدہ
اسٹار
ٹریڈ مارک
SKB
رجسٹرڈ
سنہ ۱۸۸۴ء

ٹی ایس
ڈاکٹر - ایس - کے - برمن
لمیٹڈ

صیغہ نمبر (۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۷۵۵۴ کلکتہ

گرمی آگئی - وقت رہتے ہوشیار ہوجائیے

"کافو"

(اصلی عرق کافور Regd.) قیمت چھ آنہ ڈاک محصول تین شیشیوں تک چھ آنہ

(ہیضہ گرمی کے دست - درد شکم و بدہضمی وغیرہ کی بے خطا ہندوستانی دوا)

یہ "کافو" وہی عرق کافور ہے جو قریباً پچاس سال سے ہندوستان میں مشہور ہے - یہ کون نہیں جانتا کہ ہیضہ سے بچنے کے لئے "کافو" عرق کافور ہی ایک دوا ہے - جہاں ہیضہ پھیلا ہووے اس کی ایک بوند پینے سے ہیضہ ہونیکا خوف نہیں رہتا - اسکی زیادہ تعریف کرنا فضول ہے - ہمیشہ مسافرت اور گھر میں رکھنا ضروری ہے -

نوٹ :- "کافو" ہمارے عرق کافور کا مختصر نام ہے -

ہیضہ میں پیشاب بند ہونے پر

پورا

(پیشاب لانیکی دوا) (Regd.) قیمت چھ آنہ ڈاک محصول چھ آنہ

اِس کے دو تین بار کے استعمال سے پیشاب خاصہ آنے لگتا ہے - سوزاک - جلودہی - خواہ کسی وجہ سے پیشاب کم خواہ بند ہو جاوے - تو "پورا" استعمال کریں -

گرمی سے آنکھوں کی حفاظت کون کریگا؟

آئی تولہ

(آنکھ اُٹھنے کی دوا) (Regd.) قیمت نو آنہ ڈاک محصول دو شیشیوں تک چھ آنہ

گرمی کے ایام میں دھوپ کی تیزی - لو - دھواں - غبار سے پیدا شدہ آنکھوں کی سُرخی کو رفع کر کے بڑا فائدہ پہنچاتا ہے اسکے علاوہ آنکھ اُٹھنے کی سُرخی - سوزش - کرکر - پانی نکلنا وغیرہ آرام کرنیکی "آئی تولہ" ایک ہی دوا ہے -

ڈاک خرچ کی کفایت کی غرض سے اپنے مقامی ہمارے ایجنٹ سے خریدیں *

ایجنٹ - گورداسپور - قادیان میں ایجنٹ کی ضرورت ہے -

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا